اشتہار مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

پر

تحقیقی مقالہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ

اُن پر اور تمام مخالفین

پر

آخری اتمامِ حجّت

از قلم قاضی محمد نذیر صاحب ناظر اشاعت لٹریچر و تصنیف

النّاشر

مہتمم صیغہ نشر و اشاعت نظارت اشاعت لٹریچر و تصنیف ربوہ

۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کا جو مضمون حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ کے موضوع پر مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء کے "بدر" میں شائع کرایا ــــــ وہ لمبے عرصہ سے زیر بحث رہا ہے۔ اور اس پر مناظرات بھی ہوئے۔ جمعیت اہلحدیث جھال خانوآنہ ضلع لائل پور کا ایک اشتہار موجودہ مقالہ کے لئے محرک ہوا۔ اور تحقیقات سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے اِس مضمون کو فیصلہ کن نہ قرار دینے پر۔ گو یہ مضمون کالعدم ہوگیا، مگر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اِس کے بعد ایک اعلان کے ذریعہ مولوی ثناء اللہ صاحب اور دیگر مخالفین کو اپنے ایک خاص الہام کے من جانب اللہ ہونے پر مؤکد بعذاب قسم کھانے کی دعوت دی۔ اور خود مؤکد بعذاب قسم کھا کر دعوت دی۔ لیکن مولوی صاحب نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ اِس لئے یہ دعوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے مولوی ثناء اللہ صاحب اور تمام مخالفوں پر آخری اتمام حجت ہے۔

شکریہ از مؤلف:- میں تہ دل سے مکرم مولوی فضل دین صاحب بھگوی حال لائلپور کا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے مجھے اس مضمون کے لکھنے کی طرف توجہ دلائی اور پھر بڑی محنت اور کوشش سے بعض خاص دستاویزات مہیا کیں جن کی روشنی میں یہ مقالہ لکھا گیا ہے اور ان دستاویزات کا عکس اس مضمون سے منسلک کر دیا گیا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ

قاضی محمد نذیر
ناظر اشاعت لٹریچر و تصنیف
صدر انجمن احمدیہ پاکستان
ربوہ

مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۹۸۳ء

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے ذریعہ

مولوی ثناء اللہ صاحب اور دوسرے تمام مخالفین پر

آخری اتمام حُجّت

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب انجام آتھم میں ۵۸ علماء اور ۵۲ گدی نشین مشائخ کو ان کے نام بنام اپنے الہامات کے بارہ میں دعوت مباہلہ دی اور دعائے مباہلہ تحریر فرمانے کے بعد آپ نے بڑے زور دار الفاظ میں لکھا کہ :-

"میں یہ شرط کرتا ہوں کہ میری دعا کا اثر اس صورت میں سمجھا جائے کہ جب تمام وہ لوگ جو مباہلہ کے میدان میں بالمقابل آویں ایک سال تک ان بلاؤں میں سے کسی بلا میں مبتلا ہو جائیں اگر ایک بھی باقی رہا تو میں اپنے تئیں کاذب سمجھوں گا اگرچہ وہ ہزار ہوں یا دو ہزار اور پھر ان کے ہاتھ پر توبہ کروں گا"

(انجام آتھم صـ۶۷)

پھر اس کے آگے بطور شرط مباہلہ یہ بھی لکھا کہ :-

"میرے مباہلہ میں یہ شرط ہے کہ اشخاص مندرجہ ذیل میں سے کم از کم دس آدمی حاضر ہوں اس سے کم نہ ہوں اور جس قدر ہوں میری خوشی اور مراد ہے۔ کیونکہ بہتوں پر عذاب الٰہی کا محیط ہو جانا ایک ایسا کھلا کھلا نشان ہے جو کسی پر مشتبہ نہیں رہ سکتا"

(انجام آتھم صـ۶۷)

اس کے آگے صـ۶۹ تا ۷۲ تک دی گئی فہرست میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا نام گیارھویں نمبر پر تھا۔ مگر افسوس ہے کہ ان علماء اور گدی نشین مشائخ میں سے دس آدمی بھی آپ کے الہامات کے بارہ میں آپ کے ساتھ مباہلہ کے لیے تیار نہ ہوئے ناحق و باطل میں خدا کا آخری فیصلہ بصورت مباہلہ صادر ہو جاتا اور عوام الناس کو اس خدائی فیصلہ سے واضح طور پر اور آسانی سے پتہ لگ جاتا کہ حق کس طرف ہے۔ یہ چیلنج مباہلہ کتاب انجام آتھم میں ۱۸۹۶ء کو دیا گیا تھا۔

چونکہ اس مباہلہ میں دس آدمی بھی مخالفوں کی طرف سے مباہلہ کے لیے تیار نہ ہوئے اس لیے مباہلہ وقوع میں نہ آسکا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کا مباہلہ پر آمادگی کا اظہار

اس کے بعد ۱۹۰۲ء میں ۲۹ و ۳۰ ر اکتوبر ۱۹۰۲ء کو مولانا سرور شاہ صاحب اور مولانا ثناء اللہ صاحب کے مابین موضع مُدّ ضلع امرتسر میں مناظرہ ہوا جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب اعجاز احمدی میں فرمایا اور اس میں یہ تحریر فرمایا کہ :-

"مَیں نے سنا ہے بلکہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کی دستخطی تحریر مَیں نے دیکھی ہے جس میں وہ درخواست کرتا ہے کہ میں اس طور کے فیصلہ کے لیے بدل خواہشمند ہوں کہ فریقین یعنی مَیں اور وہ یہ دعا کریں کہ جو شخص ہم دونوں میں سے جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں ہی مر جائے۔ اور نیز یہ بھی خواہش ظاہر کی ہے وہ اعجاز المسیح کی مانند کتاب تیار کرے جو ایسی ہی فصیح بلیغ ہو اور انہیں مقاصد پر مشتمل ہو، سو اگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے خواہشیں دل سے ظاہر کی ہیں، نفاق کے طور پر نہیں تو اس سے بہتر کیا ہے اور وہ اس امت پر اس تفرقہ کے زمانہ میں بہت ہی احسان کریں گے کہ وہ مردِ میدان بن کر ان دونوں ذریعوں سے حق و باطل کا فیصلہ کر لیں گے یہ تو انہوں نے اچھی تجویز نکالی اب اس پر قائم رہے تو بات ہے۔" (اعجاز احمدی ص ۱۴)

پھر آگے اعجاز احمدی ص ۳۷ پر تحریر فرمایا :-

"اگر اس پر وہ مستعد ہوئے کہ کاذب صادق کے پہلے مر جائے تو ضرور وہ پہلے مریں گے۔"

مولوی ثناء اللہ صاحب کا مباہلہ سے فرار

مولوی ثناء اللہ صاحب نے جب دیکھا کہ حضرت مرزا صاحب مباہلہ کے لیے تیار ہیں تو ڈر کر انہوں نے حضرت مرزا صاحب کے بالمقابل مباہلہ سے فرار اختیار کر لیا، اور اپنی کتاب الہامات مرزا میں یہ لکھدیا کہ :-

"چونکہ یہ خاکسار نہ واقع میں اور نہ آپ کی طرح نبی یا رسول، ابن اللہ یا الہامی ہے اس لیے ایسے مقابلہ کی جرأت نہیں کر سکتا ـــــــــ مَیں افسوس کرتا ہوں کہ مجھے ان باتوں پر جرأت نہیں۔"

(الہامات مرزا ص ۸۵ طبع دوم)

مگر "الہامات مرزا" میں مولوی صاحب اپنی اس درخواست مباہلہ کا انکار نہیں کر سکے جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نے اعجاز احمدی میں ذکر کر کے لکھا تھا کہ :-

" اگر اس پر وہ مستعد ہوئے کہ کاذب صادق سے پہلے مر جائے تو ضرور وہ پہلے مر یں گے۔"

غرض جب مولوی ثناء اللہ صاحب نے مباہلہ کی جرأت نہ رکھنے کا یہ عذر پیش کر دیا کہ وہ نبی اور رسول اور الہامی نہیں نہ اس کے مدعی تو چونکہ ان کی طرف سے یہ عذر سراسر نامناسب تھا کیونکہ خدا تعالیٰ نے خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نجران کے عیسائی وفد کو دعوت مباہلہ دلائی تھی جن میں سے کوئی بھی نبی اور رسول اور الہامی ہونے کا مدعی نہیں تھا اس لیے ان کے اس فرار سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس طرح صداقت دعویٰ ظاہر ہو گئی ہے جس طرح نجران کے عیسائی وفد کے مباہلہ سے فرار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت دعویٰ ظاہر ہو گئی تھی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کے اس عذر بے جا پر دو شخصوں علی احمد صاحب کلرک میانمیر اور ثناء اللہ صاحب کلرک میانمیر نے یکے بعد دیگرے مولوی ثناء اللہ صاحب کو چٹھیاں لکھیں اور مباہلہ کرنے پر مجبور کیا، چنانچہ پہلے شخص کی چٹھی مولوی ثناء اللہ صاحب نے ۲۵ رمئی کے اخبار اہل حدیث کے صٓ۴ پر اور دوسرے صاحب کی چٹھی اخبار اہل حدیث ۲۲ رجون ۱۹۰۶ء صٓ۳ پر درج کی، اور انکے دباؤ سے مجبور ہو کر مولوی ثناء اللہ صاحب نے لکھدیا کہ :-

" البتہ آیت ثانیہ (فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ○ (پارہ ۳ ع ۶) پر عمل کرنے کو ہم تیار ہیں۔ میں اب بھی ایسے مباہلہ کے لیے تیار ہوں جو آیت مرقومہ سے ثابت ہوتا ہے۔"

(اخبار اہل حدیث ۲۲ جون ۱۹۰۶ء صٓ۴)

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ بذریعہ دعا مباہلہ کی تقریب

اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کتاب حقیقۃ الوحی لکھنے میں مصروف تھے جس میں آپ اپنی پیشگوئیاں لکھ رہے تھے اور آپ کا ارادہ تھا کہ مباہلہ اس کتاب کو مولوی ثناء اللہ صاحب کے پڑھ لینے کے بعد ہو، مگر اسی دوران مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ والے ۱۵ ر اپریل ۱۹۰۷ء کے اشتہار شائع کیا جانے کی تقریب یوں پیدا ہو گئی کہ فروری ۱۹۰۷ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ "قادیان کے آریہ اور ہم" لکھا اور اس میں آپ نے دو آریوں کو اپنی ان پیشگوئیوں کے متعلق جن کے وہ گواہ تھے اپنے بالمقابل قسم کھانے کی دعوت دی اور لکھا کہ :-

" میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ باتیں سچ ہیں اگر یہ جھوٹ ہیں تو خدا ایک سال کے اندر میرے پر اور

میرے لڑکوں پر تباہی نازل کرے اور جھوٹ کی سزا دے آمین۔ ولعنۃ اللہ علی الکاذبین"۔ (قادیان کے آریہ اور ہم ص۳۸)

ایسی ہی لالہ سرمپت آریہ کو قسم کھانے کی دعوت دی اور ملاوامل کے متعلق بھی لکھا:۔

"ایسا ہی ملاوامل کو چاہیئے کہ چند روزہ دنیا سے محبت نہ کرے اور اگر بیانات سے انکاری ہے تو میری طرح قسم کھا دے کہ یہ سب افترا ہے۔ اگر یہ باتیں سچ ہیں تو ایک سال کے اندر میرے پر اور میری تمام اولاد پر خدا کا عذاب نازل ہو آمین ولعنۃ اللہ علی الکاذبین"۔ (قادیان کے آریہ اور ہم ص۳۸)

اس کتاب کے شائع ہونے پر شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم نے اس رسالہ کی ایک کاپی مولوی ثناء اللہ صاحب کو بھیج کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بالمقابل قسم کھانے کی تجویز پیش کی اور لکھا کہ:۔

"اب ثناء اللہ نے بھی کوئی نشانِ صداقت بطور خارق عادت نہیں دیکھا تو وہ بھی قسم کھا کر پرکھ لے۔ تا معلوم ہو کہ خدا کس کی حمائت کرتا ہے اور کس کو سچا کرتا ہے"۔

(اخبار الحکم ۱۷ مارچ ۱۹۰۷ء ص۱۱ کالم ۲)

اس تجویز پر مولوی ثناء اللہ صاحب نے ایک نامناسب اور غیر سنجیدہ عنوان "قادیانی گپ" کے تحت لکھا:۔

"ہم تمہارے کرشن کی کذب بیانی پر قسم کھانے کو طیار ہیں آؤ جس جگہ چاہو ہم سے قسم دلوا لو مگر پہلے یہ شائع کرادو کہ اس قسم کا نتیجہ کیا ہوگا۔ ہم حلفیہ کہہ دیں گے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو ہم خدا کی طرف سے مامور نہیں جانتے۔ بلکہ اعلیٰ درجہ کا جھوٹا، مکار اور فریبی ہے اور اس کی کوئی پیشگوئی خدائی الہام نہیں ہے"۔

اور پھر مباہلہ کے لیے للکارتے ہوئے لکھا:۔

"مرزائیو اگر سچے ہو تو آؤ اور اپنے گرو کو ساتھ لاؤ۔ وہی میدان عیدگاہ تیار ہے جہاں تم ایک زمانہ میں صوفی عبدالحق غزنوی سے مباہلہ کر کے آسمانی ذلت اُٹھا چکے ہو*، امرتسر میں نہیں تو بٹالہ میں آؤ۔ سب کے سامنے کارروائی ہوگی مگر اس نتیجہ کی تفصیل اور تشریح کرشن جی سے پہلے کرا دو اور انہیں ہمارے سامنے لاؤ جس نے ہمیں رسالہ انجام آتھم میں مباہلہ کے لیے دعوت دی ہوئی ہے"۔

(اخبار اہلحدیث ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء)

مولوی ثناء اللہ صاحب کی اس آمادگی اور مباہلہ کے لیے للکار پر ایڈیٹر صاحب اخبار بدر نے ۴ اپریل ۱۹۰۷ء کے پرچہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی منظوری سے لکھا:۔

---

*۔ آسمانی ذلت اُٹھانا جھوٹ ہے، دیکھو ضمیمہ انجام آتھم میں حضرت مرزا صاحب اس مباہلہ کی دس برکات کا ذکر فرماتے ہیں جو آپ کی عزت کا موجب ہوئیں۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص۳۰۹ تا ۳۱۷)

"میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو بشارت دیتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب نے انکے چیلنج کو منظور کر لیا ہے وہ بے شک قسم کھا کر یہ بیان کریں کہ یہ شخص اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے اور بے شک یہ کہیں اگر میں اس بات میں جھوٹا ہوں تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور اس کے علاوہ ان کو اختیار ہے کہ اپنے جھوٹا ہونے کی صورت میں ہلاکت وغیرہ کے لیے جو عذاب اپنے لیے چاہیں مانگیں۔ اگر آپ اس بات پر راضی ہیں کہ بالمقابل کھڑے ہوکر زبانی مباہلہ ہو تو پھر آپ قادیان آسکتے ہیں اور اپنے ساتھ دس تک آدمی لا سکتے ہیں اور ہم آپ کا زاد آپ کے یہاں آنے اور مباہلہ کرنے کے بعد پچاس روپیہ تک دے سکتے ہیں، لیکن یہ امر ہر حالت میں ضروری ہوگا کہ مباہلہ کرنے سے پہلے فریقین میں شرائط تحریر ہو جائیں گے اور اس کے ساتھ گواہوں کے دستخط ہو جائیں گے۔"

(اخبار بدر ۴ر اپریل ۱۹۰۷ء)

مولوی ثناء اللہ صاحب کا مباہلہ سے فرار

جب مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے منظوری کی اطلاع پائی اور انہیں یہ بھی معلوم ہوگیا کہ قسم کے ساتھ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے ساتھ دعا بھی کرنا پڑے گی جس سے یہ قسم مباہلہ بن جاتی ہے اور مباہلہ سے دراصل ان کی جان جاتی تھی اور وہ صرف ایسی قسم کھانا چاہتے تھے جو روزانہ لوگ عدالتوں میں لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے بغیر کھاتے ہیں اس لیے انہوں نے مباہلہ والی قسم کھانے یا قادیان آکر زبانی مباہلہ کرنے سے انکار کر دیا اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی دعا کئے بغیر عدالتوں میں کھایا جانے والی قسم پر آمادگی ظاہر کی وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ انہیں نتیجہ پہلے بتا دیا جائے جس کے متعلق جواب انہیں یہ دیا جا چکا تھا کہ:۔

"ان کو اختیار ہے کہ اپنے جھوٹا ہونے کی صورت میں ہلاکت وغیرہ کے لیے جو عذاب اپنے لیے چاہیں مانگیں۔"

(اخبار بدر ۴ر اپریل ۱۹۰۷ء)

اس بات کا ثبوت کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے منظوری کی اطلاع ملنے پر مولوی صاحب نے زبانی مباہلہ سے بھی انکار کر دیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بالمقابل قسم کے ساتھ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی دعا مانگنے کے لیے بھی وہ تیار نہ ہوئے یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اخبار بدر ۴ر اپریل ۱۹۰۷ء والے مضمون منظوریٔ مباہلہ کے جواب میں ۱۹ر اپریل ۱۹۰۷ء کے پرچہ میں جو دراصل ایک ہفتہ پیشگی ۱۲ر اپریل ۱۹۰۷ء کو ہی شائع کر دیا تھا لکھا کہ:۔

(۱) "افسوس ہے میں نے تو قسم کھانے پر آمادگی کی ہے مگر آپ اس کو مباہلہ کہتے ہیں حالانکہ مباہلہ اس کو کہتے ہیں جو فریقین مقابلہ پر قسمیں کھائیں۔ حلف اور قسم تو ہمیشہ ہر روز عدالتوں میں ہوتی ہے،

لیکن مباہلہ اس کو کوئی نہیں کہتا۔" (اخبار اہلحدیث مذکور ص۴ کالم سطر ۲۱ تا ۲۵)

دیکھئے اس عبارت میں مولوی ثناء اللہ صاحب مباہلہ سے فرار اختیار کر رہے ہیں حالانکہ ۲۲ جون ۱۹۰۶ء کے پرچہ اہلحدیث میں وہ قل تعالوا ندع ابناءنا الآیۃ کے مطابق مباہلہ پر آمادگی ظاہر کر چکے ہوئے تھے، لیکن جب قسم کے ساتھ دعائے مباہلہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کرنے کی تقریب پیدا ہو گئی تو وہ عدالتوں والی قسم کھانے پر تو آمادگی ظاہر کرتے ہیں اور مباہلہ سے جان بچانا چاہتے ہیں پھر ڈینگ مارتے ہوئے ۱۹ را پریل ۱۹۰۷ء کے پرچہ اہلحدیث میں جو ۱۲ را پریل ۱۹۰۷ء کو شائع کر دیا تھا یہ بھی لکھتے ہیں :-

(۲) "یہ نہیں کہ آپ سے مباہلہ کرنے سے ڈرتا ہوں معاذ اللہ جب میں آپ کو محض خدا کے واسطے ایک مفسد اور دجّال جانتا ہوں نہ کہ اب بلکہ سالہا سال سے تو میں آپ سے مباہلہ سے کیوں کر ڈر سکتا ہوں۔" (اخبار مذکور ص۴ کالم ۱ سطر ۶)

سوچنے کی بات ہے اگر ڈرتے نہیں تو قادیان آکر زبانی مباہلہ کے لیے کیوں آمادہ نہ ہوئے جب کہ قادیان میں آکر مباہلہ کیلئے آنے پر انکو زادِ راہ دیئے جانے کا بھی مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے اعلان ہو چکا تھا۔

پھر مولوی صاحب آگے لکھتے ہیں :-

(۳) "مَیں نے حلف اٹھانا کہا ہے مباہلہ نہیں کہا نہ میں نے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنا لکھا تھا قسم اور ہے مباہلہ اور ہے قسم کو مباہلہ کہنا آپ جیسے راستگوؤں کا ہی کام ہے اور کسی کا نہیں۔"

(ص۴ کالم ۲)

دیکھیئے لالہ ملاوامل وغیرہ سے قسم کے ساتھ جھوٹے پر لعنت ڈالنے کا مطالبہ تھا ویسی ہی قسم کھانے کو مولوی ثناء اللہ صاحب کو کہا گیا تھا مگر مولوی صاحب اس پر آمادہ نہ ہوئے کیونکہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین والی دعا اس مقابلہ کو مباہلہ بنا دیتی تھی جس سے دراصل ان کی جان جاتی تھی۔ پس ان کا مباہلہ والی دعائے لعنۃ اللہ علی الکاذبین سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بالمقابل ڈرنا ظاہر ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب اسی پرچہ میں بالآخر یہ لکھتے ہیں :-

(۴) "سردست تو جہاں سے بات چلی ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے کہنے کے مطابق دیکھو الحکم ۱۷ر مارچ ۱۹۰۷ء ہم قسم کھانے کو تیار ہیں قسم کے الفاظ بھی ہم نے لکھدیئے ہیں اور آپ نے منظور کر لیے ہیں باقی فضول۔"

مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ بیان غلط ہے کہ قسم کے الفاظ بغیر لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی دعا کے منظور کر لیے گئے تھے کیونکہ اخبار بدر میں منظوری کی اطلاع دیتے ہوئے انہیں لکھا گیا تھا۔

"بے شک یہ کہیں کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین"

مگر مولوی ثناء اللہ صاحب نو صرف عدالتوں میں ہمیشہ روزانہ قسم کھائی جانے والی قسم کی طرح قسم کھانے پر آمادگی ظاہر کرتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ "قادیان کے آریہ اور ہم" میں بالمقابل قسم مؤکد بہ لعنت کے لیے لکھا تھا اور یہ واضح کر دیا تھا کہ یہ عدالتوں والی قسم نہیں ہوگی جو دو دو آنے لیکر لوگ کھا لیتے ہیں بلکہ بالمقابل قسم ہوگی اور وہ بھی جھوٹوں پر لعنت کی دعا کے ساتھ ہوگی تا پتہ لگے کہ خدا بھی ہے۔

(۵) پھر اس پرچہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ بھی لکھا:۔

"بے شک الفاظ مباہلہ مقرر ہو چکے ہیں جن پر ہم نے تمہارے ہی منقولہ مضمون میں خط دیدیا ہے جن کو تم نے بھی منظور کر لیا ہے۔"

یہ عجیب بات ہے کہ اس عبارت میں مولوی ثناء اللہ اپنے قسم کے الفاظ کو "الفاظ مباہلہ" قرار دے رہے ہیں حالانکہ اسی پرچہ میں وہ یہ لکھ چکے ہیں۔

"میں نے حلف اٹھانا کہا ہے مباہلہ نہیں کہا نہ میں نے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنا لکھا تھا قسم اور ہے مباہلہ اور ہے قسم کو مباہلہ کہنا آپ جیسے راستگوؤں کا ہی کام ہے اور کسی کا نہیں۔"

(اخبار اہلحدیث ۱۹ر اپریل ۱۹۰۷ء کالم ۱ سطر ۶)

کیا یہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی دورنگی نہیں کہ وہ اپنی قسم کے الفاظ کو مباہلہ کے الفاظ بھی کہہ رہے ہیں حالانکہ اسی مضمون میں بالمقابل قسم کو ایڈیٹر بدر کے حضرت مرزا صاحب کی منظوری والے مضمون کے جواب میں اس کو مباہلہ قرار دینے پر معترض بھی ہیں اور اسے راست گوئی کے خلاف قرار دے رہے ہیں اور خود اسی مضمون میں یہ بھی لکھ چکے ہیں۔

"مباہلہ اس کو کہتے ہیں جو فریقین مقابلہ پر قسمیں کھائیں۔" (اخبار اہلحدیث ۱۹ر اپریل ۱۹۰۷ء ص۲ کالم ۱)

پس مقابلہ پر ایسی قسم کھانے کے لیے مولوی ثناء اللہ صاحب آمادہ بھی نہیں تھے جو دعائے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے ساتھ کھائی جائے اور اپنی قسم کے الفاظ کو الفاظ مباہلہ بھی کہہ رہے تھے اور ؎

"صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں" کا مصداق بن رہے تھے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے ۱۹ر اپریل ۱۹۰۷ء کا پرچہ ۱۲ر اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک ہفتہ پہلے شائع کر دیا تھا جس کو وہ پیشگی زکوٰۃ نکالنے کی طرح قرار دے چکے ہیں۔[۵] یہ پرچہ ۱۲ر اپریل ۱۹۰۷ء کو جاری ہو کر ۱۳ کو نہیں تو ۱۴ر اپریل ۱۹۰۷ء کو قادیان پہنچا ہوگا۔ جب یہ پرچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر سے گزرا تو اس سے آپ بھی تاثر لے سکتے تھے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب بظاہر یہ کہتے ہیں کہ وہ مباہلہ سے ڈرتے نہیں لیکن درحقیقت وہ اس مباہلہ

---

[۵] ملاحظہ ہو حاشیہ پرچہ اہلحدیث ۱۹ر اپریل ۱۹۰۷ء = معذرت۔ میں سفر سے آیا تو ۱۲ر اپریل ۱۹۰۷ء کا اخبار مرتب تھا اور مرزا صاحب کے مباہلہ کا جواب جلد دینا تھا اس لیے ۱۹ کا بھی اسی ہفتہ تیار کیا گیا امید ہے اس جمع تقدیم کو تقدیم زکوٰۃ پر قیاس فرمائیں گے۔ ایڈیٹر

والی قسم کھانے پر آمادہ بھی نہیں حالانکہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی دعا کے ساتھ قسم کھانے کی منظوری انہیں آپ کی طرف سے دی گئی تھی، لہٰذا ان کے مباہلہ سے ڈر کو انکشاف کرنے کے لیے ۱۵؍ اپریل ۱۹۰۷ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے " مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ" والا مضمون ان کے نام بطور کھلی چٹھی کے شائع فرما دیا۔ اس میں آپ نے اپنی طرف سے دعائے مباہلہ شائع فرما دی۔ دعا کا مضمون یہ تھا کہ کاذب صادق کے سامنے ہلاک ہو جائے اور اس کھلی چٹھی کے آخر میں لکھا کہ :۔

" بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔"

گویا اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو اس فیصلہ کی طرف بلایا کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں دعا کے ذریعہ ہلاک ہو۔ اس پر مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ مضمون اپنے ۲۶؍ اپریل ۱۹۰۷ء کے اہلحدیث کے صفحہ ۴، ۵ پر درج کیا۔ اور اس سے پہلے صفحہ ۳ پر کرشن جی جان* چھڑاتے ہیں کے عنوان سے لکھا :۔

" کرشن جی نے خاکسار کو مباہلہ کے لیے بلایا جس کا جواب اہلحدیث ۱۹؍ اپریل ۱۹۰۷ء میں مفصل دیا گیا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ میں حسب اقرار خود تمہارے کذب پر حلف اٹھانے کو تیار ہوں بشرطیکہ تم یہ بتا دو کہ اس حلف کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اس کے جواب میں کرشن جی نے ایک اشتہار دیا ہے جو بقول شخصے سوال از آسمان جواب از ریسماں۔"

اپنی اس عبارت میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو اعتراف ہے کہ انہیں مباہلہ کے لیے بلایا گیا تھا مگر وہ اس کے جواب میں مباہلہ کی بجائے صرف کذب پر حلف اٹھانے کو تیار تھے وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ انہیں پہلے بتا دیا جائے کہ اس حلف کا نتیجہ کیا ہوگا۔ سو جب ۱۵؍ اپریل ۱۹۰۷ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی طرف سے دعائے مباہلہ شائع کرا دی اور مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ کرنا چاہا جس کے لیے بقول مولوی ثناء اللہ صاحب انہیں بلایا گیا تھا اور اسی لیے انہیں فہمائش کی گئی تھی کہ وہ اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں تو یہ دعا کے ذریعہ طریق فیصلہ سوال از آسمان جواب از ریسماں تو نہ ہوا البتہ مولوی صاحب کی محض عدالتوں میں کھائی جانے والی قسم کی طرح لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی دعا کے بغیر قسم کھانے پر آمادگی انہیں مباہلہ پر بلایا جانے کا صحیح جواب نہ تھا بلکہ ان کا یہ جواب واقعی سوال از آسمان جواب از ریسماں کا مصداق تھا اور اس سے ثابت ہو رہا تھا کہ ان کی ۲۲۔ جون ۱۹۰۶ء کے اہلحدیث میں دو شخصوں کے مجبور کرنے پر مباہلہ پر آمادگی بھی محض ایک دکھاوا تھا۔ کیونکہ بعد میں جب انہیں مباہلہ کے لیے بقول ان کے بلایا گیا تو انہوں نے جواب میں لکھ دیا تھا کہ :۔

---

* آگے چل کر مولوی صاحب کی نامنظوری سے ظاہر ہوگا جان وہ خود چھڑاتے ہیں۔ کیونکہ وہ جان چکے تھے کہ یہ دعا حضرت مرزا صاحب کی

" افسوس ہے کہ مَیں نے تو قسم کھانے پر آمادگی ظاہر کی ہے مگر آپ مباہلہ کہتے ہیں۔ مباہلہ اس کو کہتے ہیں جو فریقین مقابلہ پر قسمیں کھائیں "۔ (اخبار اہل حدیث ۱۹ ؍اپریل ۱۹۰۷ء)

واضح ہو کہ اس مقابلہ میں تو فریقین کا ہی قسم کھانا مطلوب تھا نہ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب سے یکطرفہ قسم کھانے کا مطالبہ تھا، بہر حال ۲۶ ؍اپریل ۱۹۰۷ء کے پرچہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے اعتراف کر لیا ہے کہ انہیں مباہلہ کے لیے ہی بلایا گیا تھا مگر وہ بجائے مباہلہ کے صرف قسم کھانے پر آمادہ تھے اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی دعا اس قسم کے ساتھ مانگنے کے لیے وہ تیار نہ تھے جیسا کہ ان کے پرچہ اہل حدیث ۱۹ ؍اپریل ۱۹۰۷ء سے ظاہر ہے اُسے کہنا چاہیئے " مولوی ثناء اللہ کا مباہلہ سے جان چھڑانا " مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو انہیں چھوڑنے کے لیے تیار نہ تھے، اس لیے آپ نے ۱۸ ؍اپریل ۱۹۰۷ء کو اپنی طرف سے دعا مباہلہ شائع کرادی تا اگر وہ مباہلہ سے واقعی نہیں ڈرتے تو اس طریق فیصلہ کو قبول کر لیں، ورنہ اس طریق فیصلہ کا انکار کر دیں تا ان کا مباہلہ سے جان چھڑانا اور فرار بالکل واضح ہو جائے، یہ بات آپ نے مولوی ثناء اللہ صاحب کی مرضی پر چھوڑ دی تھی، " اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھدیں " کے فقرہ کا مطلب یہی تھا کہ یا وہ فیصلہ کا یہ طریق جو خدا کے حضور دعا میں پیش کیا گیا ہے مان لیں یا اس کا انکار کر دیں۔ مان لیں گے تو مباہلہ واقع ہو جائے گا، اور نہ مانیں گے تو ان کا انکار صاف طور پر الم نشرح ہو جائے گا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کا اشتہار کی منظوری سے انکار

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس فیصلہ والے مضمون کو اپنے ۲۶ ؍اپریل ۱۹۰۷ء کے پرچہ میں درج کرنے کے بعد جو جواب دیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی اور بغیر میری منظوری کے اس کو شائع کر دیا ہے، اگر میں مر گیا تو میرے مرنے سے اور لوگوں پر کیا حجت ہو سکتی ہے آپ مر گئے تو تمہیں ماننے والے کہدیں گے دعائیں تو نبیوں کی بھی قبول نہیں ہوئیں۔ تمہاری یہ دعا کسی صورت میں فیصلہ کُن نہیں ہو سکتی۔ آپ نے لکھا تھا کہ خدا کے رسول رحیم وکریم ہوتے ہیں اور ان کی ہر وقت یہی خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شخص ہلاکت اور مصیبت میں نہ پڑے مگر اب کیوں آپ میری ہلاکت کی دعا کرتے ہیں "۔

پھر صہ کالم اول میں صاف طور پر جان چھڑانے کے لیے اس طریق فیصلہ سے انکار کرتے ہوئے لکھا کہ:۔

" مختصر یہ کہ میں تمہاری درخواست کے مطابق حلف اُٹھانے کو طیار ہوں اگر تم اس حلف کے نتیجے سے مجھے اطلاع دو اور یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے "۔

(اہلحدیث ۲۶ ؍اپریل ۱۹۰۷ء)

اس سے ظاہر ہے کہ مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیش کردہ اس دعا کے طریق فیصلہ

کو نامنظور کر کے اسے کالعدم قرار دیدیا اور اس طرح اسے فیصلہ کن اور حجّت نہ رہنے دیا اور صرف قسم کھانے پر آمادگی ظاہر کر دی مگر جس قسم کھانے کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے منظور کیا جا چکا تھا اس میں تو یہ فہمائش بھی تھی کہ یہ قسم لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی دعا کے ساتھ کھائی جائے اور یہ مباہلہ کی صورت تھی خود مولوی ثناء اللہ صاحب پرچہ اہل حدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء صـ۳ پر لکھ چکے ہیں۔

"کرشن جی نے خاکسار کو مباہلہ کے لیے بلایا جس کا جواب اہل حدیث ۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء (جو دراصل ۱۲ اپریل ۱۹۰۷ء کو شائع ہوا تھا۔ناقل) میں مفصل دیا گیا"

گویا مباہلہ سے انکار کر دیا کیونکہ وہ جواب یہ تھا کہ میں نے قسم اُٹھانا کہا ہے مباہلہ نہیں کہا نہ میں نے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنا لکھا تھا۔ملاحظہ ہو اہل حدیث ۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء صـ۴ کالم اوّل سطر ۶۔

اب جب مولوی صاحب نے اشتہار ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو اپنی نامنظوری سے کالعدم کر دیا اور صرف قسم کھانے پر ہی آمادگی کا اظہار کیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی سمجھ لیا کہ یہ طریق فیصلہ بھی بذریعہ اس دعا کے کہ کاذب صادق سے پہلے ہلاک ہو جائے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کی نامنظوری کی وجہ سے کالعدم ہو گیا ہے اور اب مخالفوں کے لیے حجت نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر بالفرض مولوی ثناء اللہ صاحب پہلے وفات پا جائیں تو مولوی صاحب کے ہوا خواہ اہل حدیث کہہ سکتے تھے کہ ہمارے لیے مولوی صاحب کا مرزا صاحب سے پہلے مر جانا ان کے جھوٹا ہونے کی دلیل نہیں کیونکہ انہوں نے تو ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء پرچہ اہلحدیث میں مرزا صاحب کے اس طریق فیصلہ کو نامنظور کر دیا تھا اور صرف قسم کھانے پر آمادگی ظاہر کی تھی اور صاف لفظوں میں یہ لکھدیا تھا کہ تمہاری یہ تحریر مجھے منظور نہیں۔

فیصلہ خدائی بر مسلّمات ثنائی

اہل حدیث کے نائب ایڈیٹر کی طرف سے ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء کے اہلحدیث کے حاشیہ صـ۴ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ والے مضمون کے جواب میں یہ بھی لکھدیا گیا تھا:۔

"آپ اس دعویٰ میں قرآن شریف کے صریح خلاف کہہ رہے ہیں قرآن تو کہتا ہے بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے سنو! مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا (پ۱۶ ع۸) اور اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ج (پ۴ ع۹) وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ○ (پ۱ ع۲ وغیرہ) آیات تمہارے اس دجل کی تکذیب کرتی ہیں اور سنو بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ط (پ۱۷ ع۴) جن کے صاف یہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ

عـہ لِیَزْدَادُوْا کے لفظ میں لام عاقبت سے مراد یہ ہے کہ مہلت تو خدا اصلاح کے لیے دیتا ہے لیکن نتیجۃً وہ گناہ میں بڑھتے ہیں پس خدا دراصل بُرے کام کرنے کے لیے مہلت نہیں دیتا۔ (قاضی محمد نذیر)

جھوٹے، دغا باز، مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی برُے کام کرلیں۔ پھر تم کیسے من گھڑت اصول بتلاتے ہو کہ ایسے لوگوں کو بہت عمر نہیں ملتی کیوں نہ ہو دعویٰ تو مسیح، کرشن اور محمد احمد ملکہ خدائی کا ہو اور قرآن میں یہ لیاقت ذَالِكَ مَبْلَغُهُمْ مِنَ الْعِلْمِ ۔" نائب ایڈیٹر

مولوی ثناءاللہ صاحب نے اپنے نائب ایڈیٹر کے اس بیان کے متعلق لکھا ہے: ۔

" میں اس کو صحیح جانتا ہوں۔" (اخبار اہل حدیث ۳۱ جولائی ۱۹۰۸ء صفحہ ۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دراصل یہی عقیدہ تھا کہ مباہلہ کرنے والوں میں سے جھوٹا سچے کی زندگی میں ہلاک ہوتا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں: ۔

" یہ کہاں لکھا ہے کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جاتا ہے ہم نے تو یہ لکھا ہے کہ مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں مر جاتا ہے کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب اعداء ان کی زندگی میں ہلاک ہوگئے تھے ہزاروں اعداء آپ کی وفات کے بعد زندہ رہے، ہاں جھوٹا مباہلہ کرنے والا سچے کی زندگی میں ہلاک ہوا کرتا ہے۔ ایسے ہی ہمارے مخالف بھی ہمارے مرنے کے بعد زندہ رہیں گے۔ ایسے اعتراض کرنے والے سے پوچھنا چاہیئے ہم نے کہاں لکھا ہے کہ بغیر مباہلہ کرنے کے ہی جھوٹے سچے کی زندگی میں تباہ اور ہلاک ہو جاتے ہیں۔" (اخبار الحکم قادیان ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۷ء)

اس عبارت سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ اشتہار مولوی ثناءاللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ میں جو دعا شائع کی گئی وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بطور مسودۂ دعائے مباہلہ کے ہی شائع کی گئی تھی، لہٰذا جب مولوی ثناءاللہ صاحب نے اس کے جواب میں یہ لکھدیا کہ "تمہاری یہ تحریر مجھے منظور نہیں۔" تو یہ مباہلہ وقوع میں نہ آسکا اور یہ اشتہار اس بنا پر مولوی ثناءاللہ صاحب کے اسے فیصلہ کن نہ قرار دینے کی وجہ سے مولوی ثناءاللہ صاحب کے مباہلہ سے فرار کا ایک اور ثبوت بن گیا۔ پس جب یہ اشتہار مباہلہ وقوع میں نہ آنے کی وجہ سے حجت اور فیصلہ کن نہ رہا اور کالعدم ہو گیا تو خدا تعالیٰ نے اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کے الہام قَرُبَ اَجَلُكَ الْمُقَدَّرُ مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق وفات دیدی اور مولوی ثناءاللہ صاحب کو ان کے مسلمہ اصل کے مطابق کہ خدا تعالیٰ جھوٹے۔ دغا باز، مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی برُے کام کرلیں (اہل حدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۴ حاشیہ) لمبی مہلت دیدی یہاں تک کہ انہوں نے جماعت احمدیہ کی اکناف عالم میں نمایاں ترقی دیکھکر وفات پائی۔ یہ ظاہر ہے کہ اشتہار مولوی ثناءاللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ ان کے ۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء والے پرچہ کے (جو پیشگی ۱۲ اپریل کو مولوی صاحب نے شائع کر دیا تھا) جواب میں ہی تھا اگر بالفرض مولوی ثناءاللہ صاحب اسے یکطرفہ دعا ہی جانتے تھے تو تب بھی یہ دعا

ان کی طرف سے نامنظوری کے بعد لوگوں کے لیے حجت نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کی وفات حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے ہو جاتی تو ان کے ہم خیال کہہ سکتے تھے کہ ہم اس وجہ سے مولوی ثناء اللہ صاحب کو جھوٹا نہیں کہہ سکتے کیونکہ اس طریق کو اپنے جواب میں انہوں نے فیصلہ کن نہیں جانا تھا اور یہ کہ اس طریق فیصلہ کو قبول کرنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا تھا کہ :۔

"یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے۔"

(اہل حدیث ۲۶ ر اپریل ص۶ ۱۹۰۷ء)

پھر مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ لکھکر بھی اس کے حجّت ہونے کو ردّ کر دیا تھا کہ :۔

"اس مضمون کو بطور الہام شائع نہیں کیا بلکہ یہ کہا ہے کہ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر تم مر گئے تو تمہارے دام افتادہ "حسن کم جہاں پاک" کہہ کر یہ عذر کریں گے کہ حضرت صاحب کا یہ الہام نہیں تھا بلکہ محض دعا تھی۔ یہ بھی کہہ دیں گے دعائیں تو بہت سے نبیوں کی بھی قبول نہیں ہوئی۔"

(اہل حدیث ۲۶ ر اپریل ۱۹۰۷ء ص۵ کالم اول)

اور پھر آگے لکھا تھا :۔

"میرا مقابلہ تو آپ سے ہے اگر میں مر گیا تو میرے مرنے سے اور لوگوں پر کیا حجت ہو سکتی ہے۔"

(اخبار مذکور ص۵ کالم اوّل)

اس سے ظاہر ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس دعا کو کسی صورت میں بھی نہ احمدیوں کے لیے حجّت جانا تھا نہ غیر احمدیوں کے لیے اور ان وجوہ اور ایسی ہی اور وجوہ سے اس کو ماننے سے انکار کر دیا تھا اور اس کی منظوری نہ دے کر اسے حجّت ہونے میں مؤثر نہ رہنے دیا تھا۔

ایک شبہ کا جواب

جمعیت اہل حدیث تحصیل خانوانہ ضلع لائل پور نے ۱۵ ر اپریل ۱۹۰۷ء کا اشتہار "مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ کی عبارت اپنے ایک اشتہار میں درج کر کے اور مولوی ثناء اللہ صاحب کی اس کے متعلق نامنظوری کو ازراہِ خیانت بیان نہ کر کے لکھا ہے :۔

"پورے دس دن بعد مرزا صاحب نے آخری فیصلہ کے متعلق یہ بیان دیا وہ ثناء اللہ

کے متعلق جو لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے ایک دفعہ ہماری توجہ اس کی طرف ہوئی اور رات کو توجہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا کہ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ (میں نے دعا قبول کر لی ہے) صوفیا کے نزدیک بڑی کرامت استجابت دعا ہی ہے باقی سب اس کی شاخیں ہیں۔"

(اخبار بدر ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء)

آگے لکھا ہے:۔

"ہمارا بھی ایمان ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی یہ دعا یقیناً قبول ہوئی —— اسی اخبار "بدر" نے اطلاع دی کہ مرزا صاحب مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بروز منگل قریباً ساڑھے دس بجے دن کے بہ مرض ہیضہ اس طرح کہ ایک بڑا دست آیا اور نبض بالکل بند ہو گئی۔

(اخبار بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء ص۴ کالم ۱)

جمیعت مذکورہ نے ان ہر دو عبارتوں میں یہودیانہ تحریف سے کام لیا ہے۔ بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء سے اگر جمیعت مذکورہ "بہ مرض ہیضہ" کے الفاظ دکھا دے تو اسے پانچ صد روپیہ انعام دیا جائے گا اور اگر نہ دکھا سکے اور وہ ہرگز نہیں دکھا سکے گی تو صاف ظاہر ہے کہ جمیعت مذکورہ نے اخبار "بدر" کا حوالہ پیش کرنے میں تحریف کی ہے اور صریح جھوٹ سے کام لیا ہے۔

اسی طرح پہلی عبارت میں بھی سخت تحریف سے کام لیا ہے۔ بدر ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء کی تحریر میں ہرگز آخری فیصلہ والے اشتہار کا کوئی ذکر نہیں اور نہ ثناء اللہ کے لفظ سے پہلے "وہ" کا لفظ موجود ہے جو آخری فیصلہ والے اشتہار کے مضمون کی طرف اشارہ کر رہا ہو اور آگے جو کی بجائے جو کچھ کے لفظ موجود ہیں۔ "بدر" میں یہ ۱۴ اپریل ۱۹۰۷ء کی ڈائری شائع ہوئی ہے۔ یہ تحریف اس لیے کی گئی ہے کہ ان الفاظ کا تعلق مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ والے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء والے اشتہار سے ظاہر کیا جائے۔ حالانکہ اس میں ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے سے مراد ۱۴ اپریل ۱۹۰۷ء سے پہلے کی تحریریں ہیں جو مباہلہ کے متعلق لکھی گئی تھیں کیونکہ یہ عبارت ۱۴ اپریل کی ڈائری کی ہے جو ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء کے پرچہ میں دس دن بعد شائع ہوئی اس ڈائری کا تعلق ہرگز ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء والے مولوی ثناء اللہ صاحب کے آخری فیصلہ والے مضمون نہیں —— بلکہ اس عبارت کا تعلق مولوی ثناء اللہ کے مباہلہ کے متعلق ۱۴ اپریل ۱۹۰۷ء سے پہلے لکھی گئی تحریروں سے

ہے اور یہ تحریریں رسالہ "اعجاز احمدی" اور ۴؍ اپریل ۱۹۰۷ئہ کے اخبار "بدر" کی ہیں۔

اعجاز احمدی میں آپ نے لکھا تھا:

"اگر اس پروہ (مولوی ثناء اللہ ناقل) مستخد ہوئے کہ کاذب صادق کے پہلے مرجائے تو ضرور وہ پہلے مریں گے۔"

(رسالہ اعجاز احمدی ص۳۷)

اور ۴؍ اپریل ۱۹۰۷ئہ کے اخبار بدر میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق یہ لکھا گیا تھا کہ:

"بے شک وہ قسم کھا کر یہ بیان کریں کہ یہ شخص (حضرت مرزا صاحب ناقل) اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے اور بے شک یہ کہیں اگر میں اس بات میں جھوٹا ہوں تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور اس کے علاوہ اس کو اختیار ہے کہ اپنا جھوٹا ہونے کی صورت میں ہلاکت وغیرہ کے لیے جو عذاب چاہیں مانگیں۔"

(اخبار بدر ۴؍ اپریل ۱۹۰۷ئہ)

پس ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا کے الفاظ کا تعلق ان باتوں سے ہوا جو انہیں مباہلہ کے لیے پیش ازیں یعنی ۱۴؍ اپریل سے پہلے لکھی جاتی رہیں اس جگہ اسی مباہلہ کی بنیاد کا خدا کی طرف سے رکھا جانا مذکور ہے۔ کیونکہ مباہلہ کی بنیاد الہام الٰہی کی بنا پر رکھی گئی تھی۔ وہ الہام آئینہ کمالات اسلام مطبوعہ ۱۸۹۳ئہ کے ص۲۶۴، ۲۶۵ پر درج ہے اور اسی بنا پر آپ نے کفر کا فتویٰ دینے والے علماء کو دعوت مباہلہ دی تھی۔

الہام اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ جو ۱۴؍ اپریل ۱۹۰۷ئہ کو ہوا اسی سلسلہ مضامین کی ایک کڑی تھی جو مباہلہ کے لیے مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق اس تاریخ سے پہلے لکھے گئے تھے۔ یہ الہام ۱۵؍ اپریل ۱۹۰۷ئہ والے اشتہار کے دس دن بعد نہیں ہوا تھا بلکہ ۱۸؍ اپریل ۱۹۰۷ئہ کے الحکم میں ۱۴؍ اپریل کے الہامات کے سلسلہ میں ۱۵؍ اپریل ۱۹۰۷ئہ کے تین دن بعد شائع ہوگیا تھا نہ کہ دس دن بعد اس کے ۱۴؍ اپریل ۱۹۰۷ئہ کو ہونے کا زبردست تاریخی ثبوت یہ بھی ہے کہ مکرم مفتی محمد صادق صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ۱۶؍ اپریل ۱۹۰۷ئہ کو "تازہ الہامات لکھ کر دینے کی درخواست کی تو اس درخواست پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۴؍ اپریل ۱۹۰۷ئہ کی تاریخ ڈال کر پہلا الہام اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ درج فرمایا۔ مکرم مفتی صاحب کی یہ درخواست اور اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحریر کا عکس درج ذیل ہے۔

دیکھئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس الہام اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ کا ترجمہ خود یہ کیا ہے ۔
"میں دعا کرنے والے کی دُعا کو قبول کرتا ہوں"۔
لہٰذا جمعیت مذکورہ اہل حدیث کا ترجمہ" میں نے دعا قبول کر لی" غلط ترجمہ ہے جو یہ دھوکا اپنے کے لیے کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آخری فیصلہ والی دعا کی قبولیت کا الہام دس دن بعد ہو گیا تھا، حالانکہ اجیب کا لفظ فعل مضارع ہے مگر دھوکا دینے کے لیے جمعیت مذکورہ نے اس کا ترجمہ بصیغہ ماضی کر دیا ہے ۔
چونکہ اس الہام کا تعلق بھی مولوی ثناء اللہ صاحب سے متعلقہ ان تحریروں سے تھا جو ۱۴ اپریل ۱۹۰۷ء سے پہلے مباہلہ کے سلسلہ میں لکھی جا چکی تھیں لہٰذا اس سلسلہ میں اس الہام کا مفہوم یہ ہوا کہ خدا مباہلہ کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہے جو فریقین کی طرف سے بد دعا یا لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی دعا کرنے سے واقع ہوتا ہے لہٰذا یہ الہام یہ سلسلہ مباہلہ یہ بتاتا ہے کہ فریقین کی طرف سے مباہلہ وقوع میں آجانے پر دعا خدا کی طرف سے قبول کی جاتی ہے ۔جب مولوی ثناء اللہ صاحب مباہلہ کے لیے آمادہ نہ ہوئے نہ ۱۴ اپریل ۱۹۰۷ء سے پہلے اور نہ اس تاریخ کے بعد اس لیے مولوی ثناء اللہ صاحب کے اشتہار" مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ" کی منظوری نہ دینے کی وجہ سے یہ اشتہار کالعدم ہو گیا اور بالکل موثر نہ رہا کیونکہ یہ الہام مولوی ثناء اللہ صاحب کے خلاف اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں حجت اسی وقت ہو سکتا تھا کہ مولوی صاحب مباہلہ منظور کر لیتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس دعا کو یکطرفہ قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ اس اشتہار میں آپ نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو مخاطب کر کے لکھا تھا کہ :۔
"سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے"۔ (اشتہار مذکور مندرجہ اہل حدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء)
اور سنت اللہ یہی ہے کہ مباہلہ کرنے والوں میں سے جھوٹا سچے کی زندگی میں ہلاک ہوتا ہے، جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنا یہ عقیدہ اخبار الحکم ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء سے لیکر پہلے اس مضمون میں درج کیا جا چکا ہے چونکہ اشتہار مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو مخاطب کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سنت اللہ کے ذکر کے بعد یہ لکھا تھا:۔
"پس اگر وہ سزا جو انسانی ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے آتی ہے ۔ طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں"۔
(اشتہار مذکورہ مندرجہ اہل حدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۴/۵)
اسلیئے مولوی ثناء اللہ صاحب طاعون کے لفظ سے گھبرا گئے کیونکہ اُن دنوں طاعون پڑی ہوئی تھی اور لکھ دیا کہ :۔
"آپ نے بڑی چالاکی یہ کی ہے کہ دیکھا ان دنوں طاعون کی شدت ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہ ایسی صورت میں مُردوں کا اٹھانا مشکل ہو رہا ہے ۔ ایسی صورت میں ہر شخص طاعون سے خائف ہے اور

کوئی آج اگر ہے توکل کا اعتبار نہیں اور دیکھنے میں بھی ایسا ہی آیا ہے کہ وہ ہے تو یہ نہیں اور یہ ہے تو وہ نہیں ایسے وقت میں طاعون ہیضہ وغیرہ کی موت کی دعا محض حسن بن صباح کی دعا کی طرح ہے" (اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۵ کالم ۲)

یہ عبارت مولوی ثناء اللہ صاحب کے خدا تعالیٰ پر توکل نہ رکھنے اور طاعون سے ہلاکت کی دعا سن کر گھبرا جانے کا نتیجہ ہے چنانچہ اس مقابلہ سے جان چھڑانے کے لیے انہوں نے اپنے جواب کے آخر میں صاف لفظوں میں لکھدیا کہ:-

"مختصر یہ کہ میں تمہاری درخواست کے مطابق حلف اٹھانے کو تیار ہوں اگر تم اس کے نتیجے سے مجھے اطلاع دو اور یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے۔"

(اخبار اہل حدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۶ کالم اوّل)

آخری اتمام حجت

اس طرح مولوی ثناء اللہ صاحب نے بد دعا والے مقابلہ سے انکار کر کے اور اس کی منظوری نہ دیکر جان تو چھڑالی اور اشتہار کا یہ مضمون فیصلہ کن نہ بننے دیا اور صرف حلف اٹھانے پر آمادگی اور نتیجہ بتایا جانے کی پہلے کی طرح رٹ لگائی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پھر انکا پیچھا کیا۔ چونکہ وہ طاعون سے ڈر کر خدا پر عدم توکل کی وجہ سے اس مقابلہ سے بھاگتے تھے۔ اس لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے طاعون سے بچایا جانے کے متعلق اپنا الہام اِنِّی اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ پیش کر کے تمام مخالف مسلمانوں۔ آریوں اور عیسائیوں کو مولوی ثناء اللہ صاحب کے جواب کے چار دن بعد ہی اخبار الحکم ۳۰ اپریل ۱۹۰۷ء میں ایک دعوت دے دی کہ۔

"اگر کسی کو یہ گمان ہے کہ یہ انسان کا افترا ہے یا یہ خدا کا کلام نہیں تو اسے چاہیئے کہ ایسا ہی افترا وہ بھی شائع کرے یا قسم کھا کر یہ شائع کرے کہ یہ خدا کا کلام نہیں تو پھر میں یقین رکھتا ہوں کہ خدائے قدیر اس کو اس بے باکی کا جواب دیگا۔"

ذیل میں اس دعوت کی پوری عبارت الحکم ۳۰ اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۵ سے نقل کی جاتی ہے۔

ناظرین کی توجہ کے لائق اور مخالفوں سے ایک استفسار

"دنیا کے ملوک اور سلاطین میں یہ رسم ہے کہ جب ان کا کوئی غضب کسی شہر پر نازل ہوتا ہے اور اس شہر کے باشندوں کے قتل کے لیے عام حکم دیا جاتا ہے تو اس صورت میں اگر کسی شخص کو اس سلطنت سے خاص تعلقات ہوتے ہیں تو اس شخص اور اس کے عیال واطفال کی نسبت فرمان شاہی صادر ہو جاتا ہے کہ اس شخص کے مال اور عزت اور جان پر کوئی شاہی سپاہی حملہ نہ کرے ایسا ہی حضرت عزت جلشانہ

کی عادت میں داخل ہے کہ جس شخص کو اس کی جناب میں کوئی تعلق عبودیت ہے تو اس زمانہ میں جب قہر اور غضب الٰہی زمین پر نازل ہوتا ہے اور ایک عام قتل کا حکم نافذ ہوتا ہے تب ملائک کو جناب حضرت عزت جلشانہ سے فہمائش کی جاتی ہے کہ اس گھر کے محافظ رہیں پس یہی بھید ہے کہ جب عام طاعون دنیا میں نازل کی گئی تو اسی ابتدائی زمانہ (۱۸۹۶ء) میں جب اس ملک میں طاعون شروع ہوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے الہام ہوا کہ اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ یعنی ہر ایک شخص جو اس گھر کی چار دیواری کے اندر ہے میں اس کو طاعون سے بچاؤں گا چنانچہ قریباً گیارہ برس ہوئے جب یہ الہام ہوا تھا اور اس مدت میں لاکھوں انسان اس دنیا سے شکارِ طاعون ہو کر گذر گئے، لیکن ہمارے اس گھر میں اگر ایک کتا بھی داخل ہوا تو وہ بھی طاعون سے محفوظ رہا یہ کس قدر عظیم الشان معجزہ ہے، لیکن ان کے لیے جو آنکھ بند نہیں کرتے اب بھی اگر کسی کو یہ گمان ہے کہ یہ انسان کا افتراء ہے یا یہ خدا کا کلام نہیں تو اسے چاہیئے کہ ایسا ہی افتراء وہ بھی شائع کرے یا قسم کھا کر یہ شائع کرے کہ یہ خدا کا کلام نہیں پھر میں یقین رکھتا ہوں کہ خدائے قدیر اس کو اس بے باکی کا جواب دیگا اگر تم مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک سیر کرو تو تمام دنیا میں تمہیں کوئی ایسا ملہم نہیں ملیگا کہ خدا نے اس کو طاعون کی نسبت یہ تسلّی دی ہو کہ وہ اس کے گھر میں نہیں آئے گی چاہیئے کہ ہمارے مخالف مسلمان اور آریہ اور عیسائی ضرور اس بات کا جواب دیں والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ مرزا غلام احمد عفا اللہ عنہ مسیح موعود بلفظہ الحکم ۳۰ اپریل ۱۹۰۷ء ص۵ کالم ۱ سطر ۱ جلد ۱۱ نمبر ۱۵ بلفظہ اخبار بدر ۲ مئی ۱۹۰۷ء جلد ۶ نمبر ۱۸ صفحہ ۱ کالم ۲ سطر ۱

اعلان بار دوم یہ مضمون پڑھکر نہ مولوی ثناء اللہ ٹس سے مس ہوئے اور نہ کوئی اور شخص تو ۶ جون ۱۹۰۷ء کو آپ نے اعلان بار دوم کے عنوان کے تحت یہی دعوت پیش کرتے ہوئے بالخصوص مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور مولوی عبدالجبار اور عبدالواحد اور عبدالحق غزنوی ثم امرتسری اور جعفر زٹلی لاہوری اور ڈاکٹر عبدالحکیم خان اور ان کے ہم رنگ لوگوں کو مخاطب کیا۔ اعلان بار دوم کا مضمون یہ ہے۔

اعلان بار دوم بدر ۶ جون ۱۹۰۷ء

(مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ)

" افسوس کہ اس ملک کے اکثر لوگ جو مولوی کہلاتے یا ملہم ہونے کا دم مارتے ہیں جب

خدا تعالیٰ کا کلام ان کو سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ وہ افتراء ہے۔ انہیں لوگوں پر اتمام حجت کرنے کے لیے میں نے کتاب حقیقۃ الوحی تالیف کی ہے۔ کب تک یہ لوگ ایسا کریں گے آخر ہر ایک فیصلہ کے لیے ایک دن ہے اور ہر ایک قضاء و قدر کے نزول کے لیے ایک رات ہے اس وقت نمونہ کے طور پر خدا تعالیٰ کا ایک کلام ان لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں اور بالخصوص اس جگہ مخاطب میرے مولوی ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری اور مولوی عبد الجبار اور عبد الواحد اور عبد الحق غزنوی ثم امرتسری اور جعفر زٹلی لاہوری اور ڈاکٹر عبد الحکیم خاں اسسٹنٹ سرجن تراوڑی ملازم ریاست پٹیالہ ہیں، اور وہ کلام یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا ہے اِنِّی اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ وَاُحَافِظُکَ خَاصَّۃً" ترجمہ اس کا بموجب تفہیم الٰہی یہ ہے کہ میں ہر ایک شخص کو جو تیرے گھر کے اندر ہے طاعون سے بچاؤں گا اور خاصکر تجھے۔ چنانچہ گیارہ برس سے اس پیشگوئی کی تصدیق ہو رہی ہے اور میں اس کلام کے منجانب اللہ ہونے پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا تعالیٰ کی تمام کتب مقدّسہ پر اور بالخصوص قرآن شریف پر اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے پس اگر کوئی شخص مذکورہ بالا اشخاص میں سے یا جو شخص ان کا ہمرنگ ہے یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ یہ انسان کا افتراء ہے تو اسے لازم ہے کہ وہ قسم کھا کر ان الفاظ کیساتھ بیان کرے کہ یہ انسان کا افتراء ہے خدا کا کلام نہیں۔ وَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی مَنْ کَذَّبَ وَحْیَ اللّٰہِ جیسا کہ میں بھی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے وَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی مَنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ اور میں امید رکھتا ہوں کہ خدا اس راہ سے کوئی فیصلہ کرے اور یاد رہے کہ میرے کسی کلام میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ ہر ایک شخص جو بیعت کرے وہ طاعون سے محفوظ رہے گا بلکہ یہ ذکر ہے کہ وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِکَ لَھُمُ الْاَمْنُ وَھُمْ مُّھْتَدُوْنَ پس کامل پیروی کرنے والے اور ہر ایک ظلم سے بچنے والے جس کا علم محض خدا کو ہے۔ بچائے جائیں گے اور کمزور لوگ طاعون سے شہید ہو کر شہادت کا اجر پا دیں گے اور طاعون ان کے لیے تمحیص اور تطہیر کا موجب ٹھہرے گی۔

اب میں دیکھونگا کہ اس میری تحریر کے مقابل پر بغرض تکذیب کون قسم کھاتا ہے مگر یہ امر ضروری ہے کہ اگر ایسا مکذّب اس کلام کو خدا کا کلام نہیں سمجھتا تو آپ بھی دعویٰ کرے کہ میں بھی طاعون سے محفوظ رہونگا اور مجھے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا ہے تا دیکھ لے کہ افتراء کی کیا جزاء ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

الراقم۔ خاکسار میرزا غلام احمد۔

اس کے جواب میں مولوی ثناء اللہ صاحب آخری شرط کے متعلق کہہ سکتے تھے کہ مجھے تو ملہم من اللہ ہونے کا کوئی دعویٰ نہیں لہٰذا میرے لیے ایسا الہام بطور افتراء شائع کرنے کی کیوں قید لگائی گئی ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ یہ سمجھتے تھے اگر میں نے ایسا لکھا، تو حضرت مرزا صاحب میرے لیے اس شرط کو حذف کردیں گے اور پھر مجھے دعاءِ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی مَنْ کَذَّبَ وَحْیَ اللّٰهِ کے الفاظ میں حلف اٹھانا پڑے گی اور چونکہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی مَنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ کے الفاظ میں حلف اُٹھا چکے ہیں اس لیے اس طرح مباہلہ وقوع میں آجائے گا۔ جس سے میں اب تک بچتا رہا ہوں اس لیے انہوں نے اس اعلان بار دوم کے متعلق اس شرط کے حذف کرانے کے لیے نہ لکھا، مگر اس اعلان بار دوم کو پڑھ کر بعض لوگوں نے کسی احمدی سے کہا کہ ہم مفتری نہیں ہیں جو خدا تعالیٰ پر افتراء کریں ہم کس طرح ایسا الہام شائع کر سکتے ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس پر مولوی ثناء اللہ صاحب اور ان کے ساتھ کے مخاطبین کے لیے اس شرط کو حذف فرما دیا، ذیل میں سائل کے سوال اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جواب درج کر دیتے ہیں جو بدر ۱۱ر جولائی ۱۹۰۷ء میں "فیصلہ کی آسان راہ" کے عنوان کے تحت شائع ہوا۔

فیصلہ کی آسان راہ

"ایک صاحب نے حضرت کی خدمت میں ذکر کیا کہ حضور کی اس تحریر پر جو اخبار میں چھپی ہے کہ اگر کوئی مکذب ہمارے شائع کردہ الہام الٰہی کو کہ انی احافظ کل من فی الدار افتراء سمجھتا ہے اور یقین کرتا ہے کہ محض ہم نے اپنے دل سے یہ بات بنائی ہے اور یہ خدا کا کلام نہیں جو ہم پر نازل ہوا ہے اور صرف اتفاقی طور پر ہمارے گھر کی حفاظت ہو رہی ہے تو چاہیئے کہ ہمارے مکذبوں میں سے بھی کوئی ایسا الہام شائع کرے تب اس کو جلد معلوم ہو جائیگا کہ افتراء کا کیا نتیجہ ہے اس بات کو پڑھ کر بعض مخالف یہ کہتے ہیں کہ ہم مفتری نہیں ہیں جو خدا تعالیٰ پر افتراء کریں ہم کس طرح ایسا الہام شائع کر سکتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا یہی بات ہے جو ہم ان کو سمجھانا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر افتراء کرکے کوئی شخص بچ نہیں سکتا اگر یہ کلام ہم پر خدا تعالیٰ کی طرف نازل نہ ہوتا اور ہمارا افتراء ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کلمہ کے مطابق ہمارے گھر کی حفاظت کیوں کرتا جب کہ ایک کلام صریح الفاظ میں پورا ہو گیا تو پھر اس کے ماننے میں کیا شک ہے لیکن ہم نے مخالفین کے واسطے فیصلہ کی دوسری راہ بھی بیان کر دی ہے کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ یہ انسان کا افتراء ہے تو اسے لازم

ہے کہ وہ قسم کھا کر ان الفاظ کے ساتھ بیان کرے کہ یہ انسان کا افتراء ہے خدا کا کلام نہیں وَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی مَنْ کَذَّبَ وَحْیَ اللّٰہِ اگر کوئی شخص ایسی قسم کھاوے تو خدا تعالیٰ اس قسم کا نتیجہ ظاہر کر دے گا۔

چاہیئے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اور جعفر زٹلی لاہوری اور ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب اور غزنوی صاحبان بہت جلد اس کی طرف توجہ کریں۔"

مولوی ثناء اللہ صاحب اور ان کے ساتھی اعلان بار دوم کے متعلق اس وضاحت کر دیئے جانے کے بعد بھی مقابلہ کے لیے آمادہ نہ ہوئے اور ان کے علاوہ نام کے ساتھ مخاطب کردہ دوسرے لوگوں میں سے بھی کوئی آمادہ نہ ہوا اور نہ ہی ان کا کوئی اور ہمرنگ اس دعوت پر مقررہ الفاظ میں قسم کھانے پر آمادہ ہوا۔ لہٰذا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہر دو اعلانات تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں پر بطور آخری حجت کے انہیں زیر الزام لاتے ہیں۔ **پس یہ دعوت حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے مولوی ثناء اللہ اور دیگر مخالفین کیلئے آخری اتمام حجت ہے۔**

۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء والے اشتہار کے کالعدم ہونے کا روشن ثبوت

اس اعلان میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو مخاطب کرنا اور اپنے الہام کے متعلق خود دعائے لعنۃ اللہ علی من افتری علی اللہ کے الفاظ کے ساتھ قسم کھا کر انہیں لعنۃ اللہ علی من کذب وحی اللہ کے الفاظ میں قسم کھانے کی دعوت دینا اس بات کا روشن ثبوت ہے کہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء والا اشتہار "مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ" مولوی ثناء اللہ صاحب کے اسے نامنظور کر دینے کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک بھی کالعدم ہو چکا تھا۔ اسی لیے تو آپ کو اب ایک دوسری دعوت مولوی ثناء اللہ صاحب کو اس اعلان میں دینا پڑی لہٰذا جو شخص بالفرض ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء والی دعائے مباہلہ کو یکطرفہ دعا بھی سمجھتا ہو اس اعلان بار دوم کے بعد وہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء والے بیان کردہ طریق فیصلہ کو قائم قرار نہیں دے سکتا، بلکہ دانشمندی کا تقاضا یہی ہونا چاہیئے کہ وہ اسے کالعدم سمجھ کر آپ کے الہام اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ وَ اُحَافِظُکَ خَاصَّۃً کے متعلق چیلنج کی طرف توجہ کرے اور یہ سمجھ لے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مباہلہ کرنے کے لیے درحقیقت دل سے کبھی تیار نہیں ہوئے وہ لوگوں کے مجبور کرنے پر صرف دفع الوقتی کے لیے کہہ دیا کرتے تھے کہ میں مباہلہ کرنے سے ڈرتا نہیں ورنہ درحقیقت مباہلہ کی دعوت پر ان کو جان جانے کا خوف لاحق ہو جاتا تھا اور وہ حیلوں اور بہانوں سے جان چھڑا لیتے تھے، لیکن یہ آخری دعوت ایک خاص الہام کے متعلق ایسی دعوت ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی طرف سے لعنۃ اللہ کی دعا کے ساتھ قسم کھا کر مولوی ثناء اللہ صاحب وغیرہ اور ان کے سب ہمرنگوں کو

دعوت مباہلہ دی تھی مگر کوئی بھی ان میں سے اس مباہلہ کے لیے آمادہ نہ ہوا یہ بات اس الہام کے خدا کی طرف سے ہونے کی روشن دلیل ہے جس طرح نجران کے عیسائی وفد کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں مباہلہ سے فرار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صادق ہونے کی روشن دلیل ہے۔

جماعت احمدیہ کو مشورہ اس جگہ میں اپنی جماعت کے دوستوں کو یہ مشورہ دینا چاہتا ہوں کہ ان علماء کے فرار کے بعد اب جماعت احمدیہ کو کسی بھی مخالف شخص کو مباہلہ کی دعوت دینے کی ضرورت نہیں رہی کیونکہ مدعی الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ان کے زمانہ کے مخالف علماء آپ کے مقابل لعنۃ اللہ کی دعا کے ساتھ قسم کھانے سے فرار اختیار کر چکے ہیں اور ان کے فرار سے احقاق حق خوب ہو چکا ہے۔

ہاں اگر جماعت احمدیہ کو کوئی مولوی وغیرہ مباہلہ کی دعوت دے تو انہیں کہیں کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام اپنے اس الہام کے متعلق قسم مؤکد بہ لعنت کھا چکے ہوئے ہیں اس لیے آج بھی جسے مباہلہ کا شوق ہو وہ آپ کی قسم کے بالمقابل اس دعوت کے مرقومہ الفاظ میں قسم کھا کر یہ تجربہ کر لے کہ خدا کس کے ساتھ ہے۔ ایسا شخص ضرور ایسی قسم کھا کر خدا تعالیٰ کی قہری تجلی کا مشاہدہ کر لے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ مکرم حضرت مفتی محمد صادق رضؓ ایڈیٹر بدر نے ۱۳ جون ۱۹۰۷ء کو شائع ہونے والے خط میں دراصل اسی اعلان بار دوم والی دعا کا ذکر کیا تھا نہ کہ ۱۵ راپریل ۱۹۰۷ء والی دعا کا یہ دعا ۶ رجون ۱۹۰۷ء کے بدر میں شائع ہوئی اور مولوی ثناء اللہ صاحب کے خط کا جواب ۱۳ رجون ۱۹۰۷ء کو شائع کیا گیا تھا لہٰذا مشیت ایزدی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے دعا کئے جانے کا جو ذکر اس خط میں ہے وہ دعا ۶ رجون ۱۹۰۷ء والی دعاء مباہلہ ہے نہ کہ ۱۵ راپریل ۱۹۰۷ء والی دعا جو مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ والے اشتہار میں تجویز کی گئی تھی اور جسے مولوی ثناء اللہ صاحب نے فیصلہ کن نہ جان کر اس کی منظوری دینے سے انکار کر دیا تھا اور لکھا تھا "یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اسے منظور کر سکتا ہے" اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اسے کالعدم جانتے ہوئے مولوی ثناء اللہ صاحب کو اعلان بار دوم میں آخری دعوت دے کر ان پر اور تمام مخالفین پر حجت قائم کر دی تھی جو آپ کی طرف سے آخری اتمام حجت ہے۔ اگر حضرت مسیح موعودؑ اسے کالعدم نہ سمجھتے تو نئے اعلان میں قسم کھانے کی دعوت نہ دیتے۔

محمدیہ پاکٹ بک میں ایک غلط بیانی اہل حدیثوں کی محمدیہ پاکٹ بک میں، چونکہ اس کے مصنف پر یہ واضح تھا کہ الہام اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ

۱۴ ؍ اپریل ۱۹۰۷ء کو ہوا تھا (جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کے عکس سے بھی ہم جمعیت اہل حدیث خانووانہ ضلع لائل پور کے جواب میں واضح کر چکے ہیں اور ان کی مغالطہ انگیزی کی قلعی کھول چکے ہیں) لہٰذا محمدیہ پاکٹ بک کے منصف کی کوشش یہ تھی کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ والے ۱۵ ؍ اپریل ۱۹۰۷ء کے مضمون کو جو دراصل دعاء مباہلہ پر مشتمل تھا مگر جسے یہ لوگ یکطرفہ دعا قرار دے رہے ہیں) ۱۴ ؍ اپریل ۱۹۰۷ء سے پہلے کا لکھا ہوا قرار دے کر یہ مغالطہ دے کہ اس اشتہار میں مندرجہ دعا کے لکھا جانے کے بعد یہ الہام اس کی قبولیت ظاہر کرنے کے لیے گھڑا گیا تھا:-

چنانچہ محمدیہ پاکٹ بک میں لکھا ہے کہ:-

"اشتہار آخری فیصلہ ۱۵ ؍ اپریل ۱۹۰۷ء کو شائع ہوا[1] جو یقیناً اس سے پہلے کا لکھا ہوا ہے - ۱۴ کا سمجھو تو ۱۱ - ۱۲ - ۱۳ وغیرہ کا سمجھو تو بہر حال پہلے کا ہے۔" (محمدیہ پاکٹ بک مطبوعہ بار اول صفحہ ۴۷۲ بار دوم صفحہ ۶۲۱)

یہ عبارت مصنف محمدیہ پاکٹ بک کی صریح غلط بیانی اور مغالطہ انگیزی پر مشتمل ہے۔ مصنف مذکور کی دھوکا دہی کو آشکار کرنے کے لیے میں آگے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشتہار ۱۵ ؍ اپریل ۱۹۰۷ء کے مضمون کی تحریر کا عکس درج کر رہا ہوں جس کے آخری صفحہ کے آخری الفاظ میں ۱۵ ؍ اپریل ۱۹۰۷ء کی تاریخ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے قلم مبارک سے لکھا جانا ظاہر ہے مولوی ثناء اللہ صاحب بھی اپنے مباحثات میں بھی دھوکا دیتے رہے ہیں۔

پس الہام اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ کا تعلق جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان تحریروں سے ہے جو ۱۴ ؍ اپریل ۱۹۰۷ء سے پہلے آپ نے مولوی ثناء اللہ صاحب سے مباہلہ کے متعلق تحریر فرمائی ہوئی تھیں۔ جیسا کہ اخبار بدر ۲۵ ؍ اپریل ۱۹۰۷ء کی ۱۴ ؍ اپریل ۱۹۰۷ء والی ڈائری کے سیاق مضمون سے ظاہر ہے۔ اس سیاق میں اس الہام کا اندراج یہ ظاہر کرنے کے لیے تھا کہ اس الہام کا تعلق مباہلہ کی دعا سے ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر مباہلہ وقوع میں آ جائے تو خدا تعالیٰ پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہے۔ اگر اشتہار ۱۵ ؍ اپریل ۱۹۰۷ء کو مولوی ثناء اللہ صاحب مان لیتے تو یقیناً مباہلہ وقوع میں آ جانے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بد دعا مولوی ثناء اللہ کے حق میں قبول ہوتی مگر انہوں نے اس کی منظوری نہ دی۔ جس سے مباہلہ وقوع میں نہ آ سکا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس دعا کو نہ احمدیوں کیلئے حجت قرار دیا ہے نہ دوسرے مسلمانوں کیلئے۔

میں آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۱۵ ؍ اپریل ۱۹۰۷ء والے اشتہار کا عکس درج کر رہا ہوں جس کے آخری الفاظ سے ظاہر ہے کہ دستخط کے بعد حضرت مسیح موعودؑ نے اس مضمون پر ۱۵ ؍ اپریل ۱۹۰۷ء کی تاریخ درج فرمائی ہے پس یہ مضمون ۱۴ ؍ اپریل ۱۹۰۷ء یا اس سے پہلے کا نہیں ہے اس کے بعد میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے جواب کا عکس بھی درج کر رہا ہوں تا میرے اس مقالہ کے پڑھنے والوں کو میری تحقیق کی صداقت کا پورا یقین ہو سکے۔ وما علینا الا البلاغ۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۝

[1] محمدیہ پاکٹ بک کے مصنف کا یہ کہنا بالکل غلط ہے کیونکہ یہ اشتہار ۱۸ ؍ اپریل ۱۹۰۷ء کو اخبار بدر میں شائع ہوا۔ (مؤلف)

یہ اخبار ہفتہ وار ہر جمعہ کے دن مطبع اہلحدیث امرتسر سے شائع ہوتا ہے

REGISTERED L. No 352

اخبار اہلحدیث

امرتسر

مسند نبوی مصطفےٰ کی گفتار — غرض ہے یہی کہ ہو ویسا ہی کردار

بزرگان سلف کا ہو یہی ایک شعار — یا حسرت وبقول کیا ہے

جلد ۴ — نمبر ۲۵

اغراض و مقاصد

(۱) دین اسلام اور سنت نبی علیہ السلام کی حمایت و اشاعت کرنا۔

(۲) مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیث کی خصوصاً دینی و دنیوی خدمات کرنا۔

(۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کے تعلقات کی نگہداشت کرنا۔

قواعد و ضوابط

(۱) قیمت بہرحال پیشگی آنی چاہئے

(۲) بیرنگ خطوط وغیرہ واپس ہونگے

(۳) نامہ نگاروں کے مضامین بشرط پسند مفت درج ہونگے

شرح قیمت

گورنمنٹ عالیہ سے سالانہ عہ
والیان ریاست سے " سے
رؤسا و جاگیرداروں سے " للعہ
عام خریداروں سے " ع
غیر ممالک سے " ۸ شلنگ
" " ششماہی ۴ شلنگ
انڈیا والوں سے " عہ

اُجرت اشتہارات

کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے
جملہ خط و کتابت و ارسال زر بنام مالک اخبار اہلحدیث امرتسر ہو۔

یوم جمعہ۔ امرتسر مورخہ ۲۶۔ اپریل ۱۹۰۷ء مطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۳۲۴ ہجری

امرتسر کی صفائی

قابل توجہ صاحب پریزیڈنٹ و ممبران میونسپل کمیٹی

اگرچہ ہم بارہا لکھ چکے ہیں اور ایک معقول تجویز بتلا چکے ہیں۔ مگر باوجود معقول ہونے کی بھی میونسپل کمیٹی نے اسطرف توجہ نہیں کی۔ تاہم ہم اپنی تجویز کی معقولیت پر بھروسہ کرکے باربار کمیٹی کو متوجہ کرتے ہیں اور صاحب پریذیڈنٹ کو خاصکر توجہ دلاتے ہیں کہ امرتسر کی صفائی جیسی کہ چاہئے نہیں ہے ہمیشہ کل اخبارات کمیٹی کو توجہ دلاتے رہتے ہیں مگر اہلحدیث جو تجویز پیش کرتا ہے وہ جبتک اوس پر عمل نہ ہوگا صفائی خاطر خواہ نہ ہوگی۔ وہ تجویز یہ ہے کہ ایک دیسی افسر خاص اس مطلب کیلئے مقرر کیا جائے کہ اُس کے پاس اہالی شہر اپنے اپنے علاقوں کی صفائی کی شکایات قلمی یا زبانی پہنچادیں اُس افسر کی ماتحت چند ایک مہتر اور بہشتی موجود رہیں شکایات پہنچتے ہی افسر مذکور اپنے ماتحتوں کو بھیجکر صفائی کرادے۔ اور اُس محلہ کی نشان متعلقہ صفائی کی رپورٹ کرے۔ اس افسر کا فرض ہوگا کہ شکایات پہنچتے ہی تعمیل کرے اسکا دفتر شہر کے وسط یا کمیٹی کے دفتر کے قریب ہو۔ جہاں صبح سے شام تک وہ یا اسکا کوئی قائم مقام حاضر رہے صورت موجودہ میں یہ فائدہ حاصل نہیں ہوتا اگر کسی محلہ مین غلاظت ہوتی ہے تو اہالی محلہ اوسکا کوئی فوری علاج نہیں کرسکتے جمعدار صفائی کہیں نظر نہیں آتا۔ سکرٹری کو خط لکھیں تو کئی کئی روز لگجاتے ہیں۔ پھر بھی کوئی نتیجہ نہیں۔ بعض دفعہ ہمنے دیکھا ہے کہ سر بازار غلاظت کی گاڑی چھوڑکر چلے جاتے ہیں لوگ آ جاتے ہیں ناک دبا کر چلتے بنتے ہیں۔ اگر ایسا انتظام ہو کہ ایک افسر خاص اسی قسم کی شکایات سنکر انتظام کرنے کیلئے ہو۔ خواہ زبانی شکایات ہوں یا تحریری دستی ہوں یا بذریعہ ڈاک تو کبھی یہ تکلیف نہ ہو۔ غضب تو یہی ہے کہ کوئی سنتا نہیں ڈاکٹر سب متفق ہیں کہ حفظان صحت کیلئے صفائی کی ضرورت ہے مگر امرتسر کی کمیٹی ہے کہ سب ڈاکٹروں کے خلاف اپنی پالیسی رکھتی ہے۔ لیکن اہلحدیث بھی بحکم قرآنی رحمت خدائی سے کبھی ناامید نہیں ہو سکتا۔ اس کہنے کو کبھی نہیں ترک کریگا۔ اسی لئے سب کمیٹی صفائی کے ممبران کے پاس نام بنام یہ پرچہ بھیجا گیا ہے ؎

درخواں آں مباش کہ نشنید یا شنید

اطلاع ضروری۔ چونکہ جناب مولوی محمد عبدالمجید صاحب دہلوی انتقال کرگئے ہیں، موجب سی اصحاب جی کا صنا کتاب متعلقہ چھپائی تحفہ اریہ سماج کا بہت جلد بیباق کرنا ضروری ہے لیکن

مفقود الخبر

۲۸ دسمبر ۱۹۰۶ء کے اہلحدیث میں یہ ذکر آچکا ہے کہ پنجاب کے سراج الاخبار نے لکھا تھا کہ مفقود الخبر شخص کی بیوی سے جو چار سال بعد نکاح کرتا ہے وہ بدکاری کرتا ہے اس کا جواب اسی پرچہ (۲۸ دسمبر) میں دیا گیا تھا کہ مفقود الخبر کی بیوی کا چار سال کے بعد نکاح کرا دینا بڑے بڑے صحابہ اور علماء محدثین و فقہا سے ثابت ہے جن کے حوالے بھی اسی پرچہ میں دئے گئے۔ اس سے بعد ۵ جنوری کے سراج الاخبار میں ہمارے اس مضمون کا جواب نکلا جواب کیا تھا گویا اپنے دعوی کی تردید اور ہماری تائید تھی۔ مگر ہم سے اس کا جواب جلدی نہو سکا جس کے کئی ایک باعث تھے۔ ایک تو اس جواب میں کتاب الحجج کا حوالہ تھا جو ایک ایسی نامشہور اور غیر متداول کتاب ہے کہ حافظ زیلعی اور حافظ ابن حجر جیسے علامہ حدیث بھی اس سے آشنا نہیں۔ اسیلئے ان دونوں حضرات نے ہدایہ کی تخریج میں کتاب الحجج کی روائت مذکورہ کی بابت اپنا عدم علم ظاہر کیا۔ خیر چونکہ سراج الاخبار میں اس کا حوالہ تھا اس لئے اس کی تلاش کی تو کہیں سے نہ ملی آخر مدرسہ احمدیہ آرہ سے ملی تو اسکو دیکھا گیا۔ دوسرا باعث اس تاخیر کا یہ ہوا کہ بعض مضامین ضروری اور بعض موسمی ایسے آتے رہے کہ ہر ہفتہ اس جواب کے ارادہ پر انکا غلبہ رہا۔ بہرحال آج ہم اس کا جواب دیتے ہیں۔ اور بتلاتے ہیں کہ سراج الاخبار کے کسی مجہول مضمون نگار نے جو ہمارا جواب لکھا ہے وہ حقیقتاً اپنے مذہب کے مخالف اور ہمارے مذہب کے موافق لکھا ہے مگر فاضل مضمون نگار کو اپنی باتوں کی خبر نہیں کہ کہاں کو جاتے ہیں۔ یہی افسوس نہیں کہ مضمون نگار نے اپنے مذہب کا نقصان کیا ہے جسے وہ نہیں سمجھے بلکہ یہی افسوس ہے کہ انہوں نے دروغ گوئی اور حق پوشی سے کام لیا ہے۔ کاش یہ دروغ گوئی کسی مفید کام میں ہوتی مفید نہیں بلکہ محض شخصی حملے میں۔ چنانچہ آپ نے شروع مضمون میں لکھا ہے:-

"اہلحدیث امرتسر جو اخباری دنیا میں ہنوز چار سالہ بچہ ہے ابتدا میں دو چار دفعہ آریوں اور مرزائیوں کے ساتھ ہاتھوں پائی کرنے سے اپنے خام خیال میں مرد میدان بنکر پنجاب ہی میں اپنے پیر بھائیوں سے دست بگریبان ہونے لگا تھا مگر جب انہوں نے اسکو اس کی تحریرات کی علمی اور اعتقادی غلطیاں اور زندیقانہ خیالات اجتناب کراکر گذشتہ سے تائب اور آئندہ کو محتاط ہونیکی ہدایت کی تو وہ اپنی خیالی ناموری پر اترا کر الٹا اپنے ناصحان مشفق ہی پر ہاتھ اٹھانے لگا جسپر انھوں نے مجبوراً ایک فتوی شائع کرکے اسے اپنی جماعت سے خارج کردیا۔"

اس بیان میں فاضل مضمون نگار نے محض بازاریوں کی گپ کی پیروی کی اور حق پوشی سے کام لیا۔ ورنہ اگر وہ حق گوئی کرتا تو یہ بھی لکھتا کہ بعض علماء اہلحدیث نے اڈیٹر اہلحدیث کی مخالفت کا فتوی شائع کیا لیکن جب جواب نکلا تو اکثر علماء مشاہیر نے اس پہلے فتوی کو غلط جانا۔ آخر اس نزاع کو بکلی اٹھا دینے کیلئے قومی طور پر آرہ میں تین برگزیدہ علماء منصف ہوئے جنہوں نے متفقہ فیصلے سے مخالفین کے فتوی کو غلط قرار دیا۔ یہ تو ہے اصل واقعہ مگر اس کو سراج الاخبار کے فاضل مضمون نگار نے کیوں سارا بیان نہ کیا؟ اسکا جواب ہم نہیں دے سکتے۔ اسکی وجہ وہی بتائیگا۔

اس کے علاوہ فاضل موصوف نے حق پوشی کا یہ طریقہ اختیار کیا کہ ہماری سارے کلام کو نقل نہیں کیا بلکہ اپنی ہی کہتے گئے۔ ہم نے تجربہ سے دیکھا ہے کہ حق پوشوں کی یہ ایجاد قدیم سے ہے کہ فریق مخالف کے مضمون کو اسی کے الفاظ میں پورا پورا نقل نہیں کرتے جسکو اس میں شک ہو وہ مرزا صاحب قادیانی اور اڈیٹر اہل فقہ کا طریقہ دیکھ لے۔ کفی لہم عبرۃ۔

خیر اس شخصی بحث سے آگے چلکر آپ اپنے اصل مضمون پر آتے ہیں:-

"مفقود الزوج عورت کے نکاح ثانی کے جائز نہونے کے بارے میں حنفی مذہب کے دلائل اور براہین لکھے جاتے ہیں اور قرآن و حدیث اور اقوال صحابہ وغیرہم اور قیاس شرعیہ کی سیر کراکر معترض کو تحقیقی معلومات بتائے جاتے ہیں پھر اس کو ان دلائل کی قلعی کھولی جائیگی جس سے وہ بیچارہ اپنی نادانی کی باعث دھوکہ کھایا ہوا ہے۔ پس واضح رہے کہ حنفی مذہب[a] میں مفقود سے وہ شخص مراد ہے جس کا کوئی پتہ نشان اور جینے مرنے کی خبر معلوم نہو۔ سو ایسا شخص اس حنفی مذہب میں اپنی ذات کیلئے تو زندہ ہے اس کی بی بی نکاح ثانی نہیں کرسکتی اور نہ اس کا مال ورثا میں تقسیم ہوسکتا ہے بلکہ قاضی کو لازم ہے کہ کوئی شخص مقرر کرے جو اسکے مال کی حفاظت کرے۔ اور اسکے دیون وصول کرے اور جس مال کی خراب ہونیکا اندیشہ ہو اس کو بیچ ڈالے اور اس کی اولاد و بی بی اور والدین پر خرچ کرے لیکن غیر کے حق میں وہ مردہ ہے۔ غیر کے ترکہ کا وارث نہوگا۔ بلکہ اس کا حصہ ۹۰ برس تک موقوف رکھا جائیگا اور ۹۰ برس کے بعد قاضی اس کی موت کا حکم

---

[a] اس میں حنفی مذہب کی کیا خصوصیت ہے سب میں یہی تعریف ہے۔ (اڈیٹر)

[b] یہ دورخی کہاں سے آئی۔ (اڈیٹر)

[c] اس دعوی کو یاد رکھئے گا۔ پھر بتلائیگا کہ آپ کے دعوی اور دلیل میں تقریب تام ہے (اڈیٹر)

[d] مجہول اس شخص کو [illegible] ہم کو ہمیں معلوم نہیں کہ آجکل سراج الاخبار کا اڈیٹر کون ہے اس لئے [illegible] فاضل مضمون نگار کو چاہئے کہ پبلک کو اپنا تعارف کرائیں۔ اڈیٹر

کریگا اور ظاہر روایت یہ ہی کہ جب اُسکی ہم عمر ساتھی مرجائیں تو اُس کی موت کا حکم دیا جاوئے اور یہ مذہب دلائل ذیل پر مبنی ہی۔

اوّل - قولہ تعالیٰ۔ پارہ ۵ - رکوع ۱ - والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم جس کا ترجمہ یہ ہی کہ تم پر حرام ہیں خاوندوالی عورتیں مگر وہ جن کو مالک ہوئے تمہارے ہاتھ یعنی جو عورتیں دارالحرب سے پکڑ کر لائی ہو۔ وہ اگر خاوندوالی بھی ہوں تو تم پر حرام نہیں ہیں۔ اس استثناء سے صاف روشن ہی کہ دارالحرب سے پکڑی آئی عورتوں کے سوا کوئی خاوندوالی عورت دوسری کیلئے ہرگز جائز نہیں رکھی گئی اگر مفقود کی عورت سے نکاح جائز ہوتا تو ما ملکت ایمانکم کے بعد اس کو ضرور بڑھایا جاتا۔ یا اور کہیں اشارۃً و کنایۃً ہی سہی اس کا ذکر کیا جاتا۔

اس عبارت میں مضمون نگار نے دعویٰ اور اُس کی ایک دلیل دی ہے دعویٰ کا خلاصہ تو یہ ہی کہ مفقود الخبر کی گم ہونے سے نوّے برس یا ہم عمروں کے مرنے کے بعد اس کی بیوی نکاح ثانی کر سکتی ہے مگر افسوس کہ دلیل سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی بلکہ اگر آپ کی تقریر کو صحیح سمجھا جاوئے تو آپ کی پیش کردہ دلیل سے آپ کا مذہب مرقوم باطل ہوتا ہے۔ پس ہم آپ ہی کے قول کی یوں تشریح کرتے ہیں کہ اگر مفقود الخبر کی بیوی سے نوّے سال یا ہم عمروں کے انتقال کے بعد نکاح جائز ہوتا تو المحصنات کے بعد اُس کو ضرور بڑھایا جاتا۔ یعنی یوں ہوتا۔ الا بعد کوت ازواجھن مفقودین تسعین سنۃ او موت اقرانھم جب یہ نہیں تو ثابت ہوا کہ نوّے سال اور ہم عمروں کے انتقال کی کوئی حد نہیں بلکہ ہمیشہ تک وہ عروس نوجوان دلہا کو یاد کرتی رہے اور روتی چلاتی اپنی عزیز جوانی کو برباد کرے۔ اگر اُس سے نہ رہا جاوئے تو پھر کیا کرے۔ اس کا جواب ہم دینگے تو ہمارے دوست خفا ہونگے۔ اسلئے بہتر ہی کہ دے دین۔

غیرت سے فاضل مضمون نگار کی پہلی دلیل کا جب یہ حال ہی کہ بجائے اثبات مدعا کے ابطال مدعا کرتی ہی تو باقی دلائل کو ناظرین خود ہی اندازہ لگالیں ع

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

اب ہم بتلاتے ہیں کہ آپ کا یہ طرز استدلال خود حنفی علماء اصول کے مقررہ قواعد کے (جن کے مذہب کی حمایت میں آپ اس مسکینہ پر ظلم کر رہے ہیں) نہ صرف بر خلاف ہی بلکہ مردود ہے۔

حنفیہ علماء اصول نے کلام سے استدلال کے چار طریقے بتلائے ہیں۔ عبارت - اشارت - دلالت - اقتضاء النص (ان کا مفصل ذکر مضمون اجتہاد و تقلید میں آچکا ہے) ان کے علاوہ جس قدر طرق استدلالات ہیں وہ علماء حنفیہ کے نزدیک غلط بلکہ فاسد ہیں چنانچہ اصول کی معتبر اور درسی کتاب حسامی میں ہی کہ۔

ومن الناس من عمل فی النصوص بوجوہ أخر فاسدۃ عندنا ✤

پس آپ بتلائیے کہ آپ کا یہ استدلال طرق اربعہ میں سے کس طریق کا عبارت النص ہے یا اشارت النص - دلالت النص ہے یا اقتضاء النص (ہر ایک کی تعریفات مع مثالوں کے ہمارے مضمون اجتہاد و تقلید میں گزر چکی ہیں) اگر ان میں سے کوئی ہے تو مع تعریف تعیین کیجئے اگر نہیں تو پھر اس کے فاسد اور کاسد ہونے میں کیا شک ہے ہمیں حیرانی ہی کہ اہلحدیث کے مقابلہ پر ہمارے بھائیوں کو کیسی کیسی دقتیں پیش آتی ہیں کہ کہتے کہتے اپنے مسلّمہ اصول کے جن پر فخر کیا کرتے ہیں بھی خلاف کہہ جاتے ہیں۔ سچ ہے ؎

اس نقش پا کے سجدے نے کیا کیا کیا ذلیل ✤ میں کوچۂ رقیب میں بھی سر کے بل چلا

ہاں یاد آیا کہ آپ تو مقلد ہیں اور مقلد کی شان تو صرف یہ ہی کہ اپنے امام کی بتلائی ہوئی دلیل کو نقل کرے۔ استدلال کرنا اُس کا کام نہیں۔ پس کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ آپ کے امام نے اس دعوے پر آیت موصوفہ کو دلیل بنایا ہی۔ اگر نہیں بنایا بلکہ آپ کا اپنا استدلال ہی تو آپ کے غیر مقلد ہونے میں کیا شک (خدا کرے چشم ما روشن دل ماشاد) (باقی دارد)

قادیانی کرشن جی جان چھڑاتے ہیں۔

الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا ✤ کہ عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکلہا

کرشن جی نے خاکسار کو مباہلہ کے لئے بُلایا۔ جسکا جواب اہلحدیث ۱۹ - اپریل میں مفصل دیا گیا جسکا خلاصہ یہ تھا کہ میں حسب اقرار خود تمہاری کذب حلف اٹھانے کو طیار ہوں بشرطیکہ تم پہلے یہ بتلادو کہ اس حلف کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اسکی جواب میں کرشن جی نے ایک اشتہار دیا ہی جو بقول شخصے "سوال از آسمان جواب از ریسمان"۔ پھر اُس پر طرہ یہ کہ اس اشتہار کو اہلحدیث میں درج کرنے کی ہم سے درخواست کی ہے۔ ہماری تو پہلے ہی سے عادت ہی کہ ہم خائنوں اور غداروں کی طرح مخالف کے کلام میں تصرف نہیں کیا کرتے بلکہ اُس کو اُسی کے الفاظ میں تمام و کمال نقل کیا کرتے ہیں۔ یہ تو کرشن جی وغیرہ کی عادت ہے کہ اپنے مخالف کے کلام کو بلفظہ نقل نہیں کرتے بلکہ اُس میں تصرف بیجا اور بعینی در بعینی لگا کر ایسا بگاڑتے ہیں کہ یہودیوں کے بھی کان کترجاتے ہیں اعتبار نہ ہو

تو مولوی غلام دستگیر اور مولوی اسمعیل صاحب علیگڈھی مرحومین کا قصہ یاد کیجئو۔ بہر حال کرشن قادیانی کا اشتہار یہ ہے:۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ | بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب

السلام علی من اتبع الہدیٰ۔ مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود و کذاب دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونیکا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افترا میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھکر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤنگا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کیساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اسکا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں۔ کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچینگے پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئی تو میں خدا تعالیٰ کیطرف سے نہیں یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونیکا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے انکو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا! اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی انکو نابود کر مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جنکو وہ فرض منصبی سمجھکر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے آمین یا رب العالمین میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں۔ کہ ان کی بدزبانی حد سے گذر گئی وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں۔ جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے۔ اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لا تقف ما لیس لک بہ علم پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا ہے۔ کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بدآدمی ہے سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بداثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہیں تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اسکو صادق کی

ملہ آپ اس دعویٰ میں قرآن شریف کے صریح خلاف کر رہے ہیں قرآن تو کہتا ہے کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے سنو! مَنْ كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمَٰنُ مَدًّا (رکوع ۸ پ ۱۶) اور اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْا اِثْمًا (پ ۴ ع ۹) اور وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ (پ ۱ ع ۲) وغیرہ آیات تمہارے اس خیال کی تکذیب کرتی ہیں اور سنو! بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ (پ ۱۷ ع ۴) جن کے صاف یہی معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ جھوٹے دغا باز۔ مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تا کہ وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کر لیں پھر تم کیسے من گھڑت اصول بتلاتے ہو کہ ایسے لوگوں کو بہت عمر نہیں ملتی کیوں نہ ہو دعویٰ تو مسیح۔ کرشن۔ اور محمد احمد بلکہ خدائی کا ہو اور قرآن میں یہ لیاقت! ذَٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِنَ الْعِلْمِ (نائب اڈیٹر)

زندگی میں ہی دُنیا سے اُٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین - ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین - آمین

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اسکے نیچے لکھدیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے ٭

الـــــــــــــــــــــــراقم

عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ وایّد - مرقومہ ۱۵- اپریل ۱۹۰۷ء یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ ہجری ٭

جواب:- اس ساری لمبی چوڑی تحریر کا جو شیطان کی آنت سے بھی زیادہ طویل ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ کرشن جی دعا کرتے ہیں کہ جھوٹا سچے سے پہلے طاعون ہیضہ وغیرہ سے مرجائے - اس جواب میں آپ نے کئی طرح سے دجل اور فریب سے کام لیا ہے

(اوّل) یہ کہ اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی اور بغیر میری منظوری کے اس کو شائع کردیا ٭

(دوم) یہ کہ اس مضمون کو بطور الہام کے شائع نہیں کیا بلکہ یہ کہا ہے کہ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر ہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا - کہ اگر تم مرگئے تو تمہارے دام افتادہ درخس کم جہاں پاک کہکر یہ عذر کرینگے - کہ حضرت صاحب کا یہ الہام نہیں تھا بلکہ محض دعا تھی - یہ بھی کہہ دینگے - کہ دعائیں تو بہت سے نبیوں کی بھی قبول نہیں ہوئی دیکھو حضرت نوح کی دعا قبول نہ ہوئی بلکہ وہ آپ ہی کی دعاؤں میں بہت سی مثالیں دیدینگے کہ قبول نہیں ہوئیں - آپنے تین سال کے اندر فیصلہ ہوجانے کی دعا کی تھی جو قبول نہ ہوئی حالانکہ آپنے لکھا تھا کہ اگر یہ قبول نہ ہوئی تو میں اپنے آپ کو کافر - مردود - کذاب اور دجال سمجھونگا جسکی تفصیل گذشتہ نمبر میں ہو چکی ہے ٭

(سوم) یہ کہ میرا مقابلہ تو آپ سے ہے اگر میں مرگیا تو میرے مرنے سے اور لوگوں پر کیا حجت ہوسکتی ہے جبکہ (بقول آپکے) مولوی غلام دستگیر قصوری مرحوم مولوی اسمٰعیل علیگڈھی مرحوم اور ڈاکٹر ڈوئی امریکن[1] اسی طرح سے مرگئے ہیں تو کیا لوگوں نے آپکو سچا مان لیا ہے؟ ٹھیک اسی طرح اگر یہ واقعہ بھی ہوگیا تو کیا نتیجہ؟

چہارم - آپنے بڑی چالاکی یہ کی - کہ یہ دیکھا کہ ان دنوں طاعون کی شدت ہے خصوصاً صوبہ پنجاب میں سب صوبوں سے زیادہ ہے بالخصوص پنجاب کے دارالسلطنت لاہور میں جو امرتسر سے بہت قریب ہے یہ کیفیت ہے کہ مردوں کا اُٹھانا مشکل ہو رہا ہے ایسی صورت میں ہر ایک شخص طاعون سے خائف ہے اور کوئی آج اگر ہے تو کل کا اعتبار نہیں اور دیکھنے میں بھی ایسا ہی آیا ہے کہ وہ ہے تو یہ نہیں - یہ ہے تو وہ نہیں ایسے وقت میں طاعون ہیضہ وغیرہ کی موت کی دعا محض حسن بن صباح کی دعا کی طرح ہے - جب اُس نے دیکھا کہ جہاز ڈوبنے لگا ہے تو بلند آواز سے کہدیا کہ مجھے الہام ہوا ہے - جہاز نہیں ڈوبیگا - جس سے اوسکی یہ غرض تھی کہ اگر ڈوب گیا تو سب مرجائیں گے - کون میرے کذب پر مجھے الزام دیگا اور اگر بچ رہا - تو سارے معتقد ہوجائیں گے - یہی چال تمہاری ہے کہ اگر مخالف مرگیا تو تمہاری چاندی ہے - اور اگر خود بدولت خس کم جہاں پاک ہوگئے تو کوئی قبر پر لات مارنے آئیگا!

(پنجم) تمہاری یہ دعا کسی صورت میں فیصلہ کُن نہیں ہوسکتی کیونکہ مسلمان تو طاعونی موت کو بموجب حدیث شریف کے ایک قسم کی شہادت جانتے ہیں پھر وہ کیوں تمہاری دعا پر بھروسہ کر کے طاعون زدہ کو کاذب جانینگے ٭

(ششم) آپ نے ایک چالاکی یہ کی کہ پہلو تو صرف طاعون یا ہیضہ سے موت کی دعا کی مگر اخیر میں آکر یہ بھی کہدیا کہ یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر - اس تعمیم کرنے سے آپکی غرض وہی ہے جو آتھم کے معاملہ میں آپنے نکالی تھی کہ موت کی پیشگوئی جب جھوٹی نکلی تو بات بنالی کہ چونکہ وہ امرتسر سے فیروز پور تک چلا گیا اور چھپ رہا - پس یہی موت کے برابر ہے چہ خوش ؎

من خوب می شناسم پیرانِ پارسا را

(ہفتم) آپنے پہلے اپنے گذشتہ مضمون مندرجہ اہلحدیث ۱۹- اپریل کی فقرہ نمبر ۴ میں لکھا تھا کہ خدا کے رسُول چونکہ رحیم و کریم ہوتے ہیں اور اُن کی ہر وقت یہی خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شخص ہلاکت اور مصیبت میں نہ پڑے" مگر اب کیوں آپ میری ہلاکت کی دعا کرتے ہیں -

مرزائیو ابتلا سکتے ہو یہ تہافت اور تخالف کیوں ہے ایک ہی ہفتہ میں اتنا اختلاف کیوں ہوا؟ سچ ہے لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا ٭

[1] ان تینوں کے متعلق آئندہ کسی پرچہ میں ہم ایک مفصل مضمون لکھینگے جس میں آپکا اور آپکے دام افتادوں کا بخیہ اُدھیڑیں گے انشاء اللہ ٭

مختصر یہ کہ میں تمہاری درخواست کے مطابق حلف اُٹھانے کو طیار رہوں اگر تم اُس حلف کے نتیجے سے مجھے اطلاع دو۔ اور یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اسکو منظور کر سکتا ہے ✦

مرزائیو! تمہارا گرو اور تم کہا کرتے ہو کہ مرزا صاحب منہاج نبوت پر آئے ہیں۔ کسی نبی نے بھی اس طرح اپنے مخالفوں کو اس طریق سے فیصلہ کرنے کی طرف بلایا ہے؟ بتلاؤ تو انعام لو۔ ورنہ منہاج نبوت کا نام لیتے ہوئے شرم کرو۔ شیم۔ شرم۔ شیم۔

میں امید کرتا ہوں کہ مرزا صاحب اپنے ماتحتوں کو حکم دیں گے۔ کہ اپنے اخباروں میں میرا جواب بھی تمام نقل کر دیں ✦

معذرت: ہم نے ناظرین سے وعدہ کیا تھا کہ کرشن جی کے الہامات اور پنڈت گردہاری لال لاہوری نجومی کی پیشگوئیوں کا ہر مہینے مقابلہ کیا کریں گے مگر کرشن جی کے دیگر مضامین کی وجہ سے وہ مقابلہ لکھا ہوا ملتوی رہا۔ آئندہ انشاء اللہ نکلیگا ✦

تصحیح: ۱۹- اپریل کے پرچہ میں صفحہ اول کالم سطر ۲۸ میں جو یہ عبارت ہے "کہ ہم اپنے وطن کے ذمہ دار ہیں" اُس میں "وطن" کی بجائے "نفس" پڑھنا چاہئے۔ وطن غلط ہے ✦

ہندوستان میں بےچینی اور گورنمنٹ کی خاموشی

(خموشی معنئے دارد کہ در گفتن نمے آید)

آجکل ہندوستان کی ہندو کمیونٹی میں جو بے چینی اور خود داری کے خیالات ترقی کر رہے ہیں۔ اُن کو دیکھکر ایک مدبر یہ رائے قائم کر سکتا ہے کہ ؎

ابتداء عشق ہے روتا ہے کیا ✦ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

ہندوؤں کے اخبار گورنمنٹ ہند کے حق میں تو رنج اور غصہ ظاہر کرتے ہی تھے۔ مگر ناظرین یہ سنکر حیران ہونگے کہ اب اس غصہ کا تھرمامیٹر ترقی کر کے شاہ معظم تک بھی پہنچ گیا ہے چنانچہ ایک اخبار کے چند ایک فقرے ہم نقل کرتے ہیں:

"پنجابی شیر شہنشاہ کا کھلا چٹھا" "ملک معظم انہو فاضل بادشاہ کے نام"

شاہا! مجھے افسوس ہے کہ میں تمہیں "غافل" کے نام سے خطاب کیا بہتر ہوتا کہ تجھے مدہوش

لاپرواہ۔ گنہگار اور ظالم غرضیکہ جو کچھ بھی لکھتا کم تھا۔ مگر مجھے ڈر ہے کہ کہیں تیرے گودی بہادر جنہیں دشمن حکومت کہنا کسی طرح بھی بیجا نہیں مجھپر ناراض ہو کر میرا اڈیٹر نہ کونڈی نہ چھین لیں ورنہ تمہیں موجودہ وقت میں ضحاک ثانی لکھنا کچھ غیر مناسب نہیں۔ غافل شاہا! معلوم نہیں تو کس غفلت میں سو رہا ہے اور تجھے کس شراب بیخودی نے مدہوش کر رکھا ہے۔ تیری ہندی رعایا سخت تکلیف میں ہے۔ تیری مٹھی بھر گوروں نے اپنی سفید کوتاہ اندیشی سے انہیں اسقدر تنگ کر رکھا ہے کہ وہ تنگ آمد بجنگ آمد کے مسئلہ کو سیکھنے کی کوشش میں ہیں۔ ان کو مجبوراً یہ سبق دیا جاتا ہے۔ کہ "اینٹ کا جواب پتھر" کیونکہ "لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں سیدھے ہوتے" اور یہ نشانہ واقعی خطا نہیں ہوا۔ بلکہ یہ گر گوروں کو سیدھا کرنے کے لئے بالکل درست ثابت ہوا۔ اور یہ سچ پوچھو تو اُس جیسا جنتر اور ہے بھی نہیں شاہا سنو اور غور سے سنو! ہر طرف سے

ظلم! ظلم!! ظلم!!!

کی صدائیں آرہی ہیں۔ مگر معلوم نہیں کہ تو کس بھروسہ پر لمبی نیند سو رہا ہے۔ کیا تو چاہتا ہے کہ تیرا پرانا سچا خیر خواہ شیر شہنشاہ تجھے کوئی بری خبر سنانے پر مجبور ہو۔ غافل شاہا! میں نے تجھے جن الفاظ سے یاد کیا ہے شائد گستاخی ہو۔ اور انہیں سخت خیال کیا جاوے مگر کیا تو غافل نہیں کہ تجھے اپنی اتنی بڑی سلطنت کی کچھ خبر نہیں کیا تجھے لاپرواہ کہنا غلطی ہے کہ تو اپنی سب سے وفادار اور جاں نثار رعایا کو ناراض و ناخوش کر رہا ہے تو ظالم ہے جب تیری رعایا پر ظلم ہوتا ہے چاہے وہ لارڈ منٹو سے ہو یا سر لوراز سے یا ان کے شاگرد رشید عالیجناب مسٹر مانٹ صاحب بہادر کی طبع آزمائی کا نتیجہ اور تو سب سے بڑا گنہگار ہے کہ تیری وفادار بیکس و ناچار رعایا دکھی ہے۔ میں حیران ہوں تجھے کس طرح نرم گدیلوں پر آرام سے نیند پڑ جاتی ہے جب تیری لکھو کھا بلکہ کروڑہا غریب رعایا سردی سے ٹھٹھر کر فاقہ کشی سے جان توڑ رہی ہے۔ تو کیا پتھر کا بنا ہوا ہے کہ ان دلہند آہوں سے جو دکھی رعایا کے سینوں کو چیرتی ہوئی نکلتی ہیں پسیجتا نہیں غافل شاہا! یاد رکھ اگر تو نے ان آہوں سے بچنے کی کوشش نہ کی تو یہ تمہارا تخت بغیر نہ رہیں گی"

اسی طرح کے بلکہ ان سے بھی تیز تر فقرے ہیں۔ جنکا نقل کرنا بھی ہم پسند نہیں

کرتے اسکے علاوہ ملک کے مختلف مقامات میں جلسے ہو رہے ہیں جن میں باآواز بلند کہا جاتا ہے کہ **گورنمنٹ ظالم ہے**۔ اسکی نوکریاں چھوڑدو۔ پھر یہ خود بخود ملک سے نکل جائینگے وغیرہ چنانچہ ۱۲۔ اپریل کو امرتسر میں بھی ہندوؤں اور سکھوں نے ملکر جلسہ کیا جس میں اس قسم کے الفاظ نڈر ہوکر کہے گئے اسی قسم کے واقعات آئے دن سننے میں آتے ہیں مگر سوال یہ ہے کہ گورنمنٹ ایسے واقعات شورش کے سُنتی ہے اور بالکل خاموش کیوں ہے اس کا جواب شائد یہ ہو کہ گورنمنٹ جانتی ہے کہ

جواب جاہلاں باشد خموشی

خیر اس سوال کا جواب تو گورنمنٹ جانے یا اُس کے مدبر۔ لیکن ایک سوال اور ہے جو خاص اُن لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتا ہے۔ جو ہر ایک امر حادث کو کسی نہ کسی روحانی سبب سے مسبب جانتے ہیں وہ سوال یہ ہے کیا وجہ ہے کہ چند ہی روز کا ذکر ہے کہ گورنمنٹ کی تعریفوں کے گیت گائے جاتے تھے اور یہی ہندو کمیونٹی امن گیت گانوں میں فسٹ نمبر ہوتی تھی اس کا جواب غالباً یہی ایک ہو سکتا ہے جو حضرت سعدی مرحوم نے کئی صدیوں سے پیشتر دے رکھا ہے کہ ؎

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال مے آید

جو کوئی اس اجمال کی تفصیل چاہے تو ذرہ مصر اور یمن وغیرہ کے واقعات کو معلوم کرے کہ انگریزوں نے ان مقامات پر مسلمانوں کے حق میں کیا کیا کانٹے بوئے ہیں۔ اور آئندہ کو بونے کی کوشش ہو رہی ہے۔ اس کارروائی سے مسلمانوں کے دلوں کو جو صدمہ پہنچتا رہا۔ اوسکا اندازہ وہی جانتے ہیں۔ جنپر وہ صدمات آئے ہیں یا آتے ہیں جنکا خلاصہ یہ ہے کہ ؎

شیشۂ مے کی طرح اے ساقی ✦ ہم طبیعت کو بھرے بیٹھے ہیں

گو مسلمان اُن صدمات کو آج تک گورنمنٹ کے پاس ادب سے دباتے رہے اور غالباً آئندہ کو بھی دباتے رہینگے مگر اس دربار میں تو کوئی دانہ ضائع نہیں جاتا جو ہر ایک نفس کے اعمال کے بدلے دینے پر قادر ہے اگرچہ گورنمنٹ اپنے فوائد کے لئے فادن آفس میں کبھی مسلمانوں کی تو ہینیت کا خیال نہیں کرتی لیکن قادر مطلق کی غیرت نے تو ایک نہ ایک روز ان کانٹوں کا پھل پیدا کرنا تھا بس اسی قادر مطلق کی غیرت نے یہ شکل پیدا کردی ہے کہ انگریزوں کو بھی ذرا گھر

کی بلا میں مبتلا کیا جائے تاکہ ان کو بھی قدر عافیت معلوم ہو۔ آہ ہمیں آج اس شعر کا صدق معلوم ہوتا ہے جو آج سے کئی صدیاں پیشتر کہا گیا ہو ؎

مہا زور مندی مکن بر کہاں ✦ کہ بر یک نمط مے نماند جہاں

خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب ہم خاموشی سے اس شورش کے نتیجہ کے منتظر ہیں جو بنگال سے اُٹھکر تمام اطراف ہند میں پھیل گئی ہے اور گورنمنٹ کی فارن پالیسی کے مدبروں کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اپنی وفادار رعایا (مسلمانوں) کی فیلنگ کا خیال رکھا کریں اور یہ بات دل سے نکالدیں۔ کہ اونکی گہری چالوں سے جو مسلمانوں کو کمزور کرنے کے متعلق کر رہی ہیں۔ مسلمان غافل ہیں۔ اس لئے ہم با ادب عرض کرتے ہیں کہ ؎

ہم خاک نشینوں کا ستانا نہیں اچھا
ہلجائیں گے افلاک جو فریاد کرینگے

اہلحدیث کانفرنس

کی بابت ایک صاحب (جو اپنا نام ظاہر کرنے کی اجازت نہیں دیتے ہیں) لکھتے ہیں کہ کانفرنس کو چاہئے کہ اہلحدیث کے مذہب کی ایک جامع مانع کتاب مدلل مثل ہدایہ کے لکھا کر قوم کے ہاتھ میں دے۔ جواباً گذارش ہے کہ یہ اور اس جیسے اور بھی کئی کام کانفرنس کرے گی انشاءاللہ۔ مگر جب اسکو قوم کی طرف سے تقویت پہنچیگی سردست تو اسکی وہی مثال ہے جو مسلمانوں کی انجیل میں تھی کمثل زرع اخرج شطأه جب اسکو قوت حاصل ہوکر فآزره فاستغلظ فاستوى على سوقه کا رتبہ حاصل ہوگا تب کہیں جاکر یعجب الزراع بھی حاصل ہو جاویگا۔ انشاءاللہ ✦

شحنہ ہند کا جواب

اہل فقہ نے اپنے معمولی طریق سے کئی ایک دفعہ لکھا تھا کہ اہلحدیث میں جو اڈیٹوریل مضامین چھپتے ہیں۔ یہ شحنہ ہند میرٹھ کے اڈیٹر کے لکھے ہوتے ہیں۔ گو اسمیں کوئی عیب نہیں کہ ایک بھائی دوسرے کے کام میں مدد کرے مگر چونکہ یہ دعویٰ محض جھوٹ اور صرف کذب تھا۔ اس لئے اہلحدیث مورخہ ۲۳۔ مارچ میں معزز اڈیٹر شحنہ ہند سے اسکی بابت سوال کیا گیا کہ اہل فقہ کی

اس دعوی کی بابت روشنی ڈالئے ہر چند اہل فقہ کے چالاک اڈیٹر نے پیش بندی کی کہ شحنہ ہند جواب نہ دے بلکہ اس پیش بندی میں اس نے حسب معمول غلط گوئی سے شحنہ ہند کو بیٹر کا نا بھی چاہا - مگر شحنہ ہند کا تجربہ کار اڈیٹر جس نے اہل فقہ جیسوں کو انگلیوں پر کھلایا ہو - کب اس کے بھبکی میں آن کر حق بات کو چھپاتا -

اس لئے شحنہ ہند نے ۸-اپریل کے پرچہ میں اسکا جواب دیا آپ لکھتے ہیں کہ

"اڈیٹر اہل فقہ نے اب ایک فضول بحث چھیڑ دی کہ اڈیٹر شحنہ ہند اڈیٹر اہلحدیث کو مضامین کی مدد دیتا ہے - اہلحدیث نے بھی شحنہ ہند سے استفسار کیا ہے - جواب یہ ہے کہ مولانا ثناء اللہ صاحب کو کسی سے مضامین لینے کی ضرورت ہی کیا ہے وہ ماشاء اللہ عالم ہیں فاضل ہیں محقق ہیں محدث ہیں مفسر ہیں - وہ اگر چاہیں تو صرف اڈیٹوریل سے اخبار معمور کر سکتے ہیں نہ انہوں نے آج تک ہم سے کوئی مضمون لیا نہ ہم نے کوئی مضمون دیا - بالفرض لیا بھی جاتا تو کیا نامہ نگاروں کے مضامین سے کسی اڈیٹر کا کسر شان ہو سکتا ہے - یا اسکی لیاقت میں فرق آ سکتا ہے اب تک تو ہم نے اہلحدیث کو مضامین نہیں دئے لیکن اگر تقلید کی لنکا کا مسمار ہونا مجدد کی دھواں دھار مضامین کے گولوں پر منحصر ہے تو اب ضرور دئے جائینگے انشاء اللہ"

کیا اڈیٹر اہل فقہ اس جواب کو نقل کریگا - حیا درکار ہے ✦

اڈیٹر الحکم اور بدر جلدی جواب دیں

کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ مرزا صاحب کا کوئی الہام اس مضمون کا ہے کہ آپ نے تین اشخاص (مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی اور منشی الہی بخش صاحب لاہوری اور ایک کوئی شخص) کو مکاشفہ میں دیکھا تھا کہ آپ (مرزا صاحب) کے پیرو ہیں؟ جواب ایمانداری اور حافظہ سے دینا ✦

قادیانی کی متعلق ناظرین سے مشورہ

چونکہ قادیانی کرشن کا فتنہ بہت بڑھتا جاتا ہے - اور اخبار میں اتنی گنجائش نہیں کہ اس کی تمام متعلقات کو درج کیا جاوے - نہ اخبار کے کل خریداروں کو اس بحث سے دلچسپی ہو اسلئے مدت سے خیال تھا - کہ اس معاملہ کا کسی احسن صورت میں فیصلہ کیا جاوے لہذا ناظرین اپنی اپنی رائے سے اطلاع بخشیں کہ ایسے مضامین کو ضمیمہ اخبار میں کیا جاوے یا ماہواری رسالہ کی صورت میں اخبار سے بالکل الگ - خاکسار اڈیٹر کی رائے میں رسالہ ماہواری بہت اچھا ہے - جو محفوظ بھی رہیگا اور باقاعدہ پہنچا کریگا - سر دست رسالہ ۱۶ صفحوں پر ہوگا - جسکی سالانہ قیمت مع محصول صرف عہ ہوگی - اخبار کے ساتھ اسکا کوئی تعلق نہ ہوگا - اخبار کے خریداروں سے بھی وہی قیمت ہوگی جو غیروں سے ہوگی - ناظرین اپنی اپنی رائوں سے اطلاع بخشیں اور رسالہ کا نام بھی تجویز کریں ✦

مہاراجہ صاحب بنارس کی فیاضی

مہاراجہ صاحب بنارس کی فیاضی گذشتہ زمانوں کی فیاضی یاد دلاتی ہے قصبہ کونڑہ میں مسلمانوں کو مسجد کی بڑی ضرورت تھی انہوں نے جناب مدن گوپال صاحب افسر اعلی کی معرفت درخواست گذاری تو مہاراجہ صاحب بہادر نے مفت اراضی مسجد کیلئے عطا فرمائی جسکے لئے مسلمانان قصبہ خصوصاً اور تمام مسلمانان ہند عموماً مہاراجہ صاحب کے مشکور ہیں (نامہ نگار)

وحدۃ الوجود

کے متعلق ۵-اپریل کے پرچہ میں چند سوال میری غیبوبت میں چھپے تھے اس لئے میں انپر کچھ نہ لکھ سکا - ہمارے مکرم جناب مولوی علی نعمت صاحب پھلواروی ضلع پٹنہ کو اس مسئلہ میں خوب تبحر ہے اس لئے امید ہے کہ مولوی صاحب ممدوح اس طرف توجہ فرماویں (اڈیٹر)

چالیس سوالوں کے چالیس جواب

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۳۲) عمرو ہندہ کا نکاح کر سکتا ہے کیونکہ رضاعت کی حرمت رضیع (مثلاً زید) کے بھائیوں کیطرف سرایت نہیں کرتی حتی کہ عمر کو خود زید کی مرضعہ بھی روا ہے ✦

(۳۳) دودھ میں نمک ملانے کی ممانعت کہیں دیکھی تو نہیں ہے

(۳۴) اخلاص معوذتین کو ماسوا آیات دیگر کلمات سے کبھی دم کیا

جاتا ہے۔ چنانچہ فاتحہ سے مارگزیدہ کا دم اور بسم اللہ ارقیک وغیرہ کا رقیہ حدیث میں ماثور ہیں اور دم کرنے کے کئی طریق ہیں پڑھکر بدن پر پھونکنا یا ہاتھوں میں پھونک کر ہاتھوں کا بدن کو ملنا یا پانی کا دم کرکے پلانا یا بدن کو لگانا جب حضرت مرض الموت میں تھے تو عائشہ صدیقہ آپ کو دم کرتی اور دم کی جگہ پر زیادتی برکت کو آپکا مبارک ہاتھ پھرا دیتی تھیں اکثر دم کرنے میں نفث کا لفظ آیا ہے جو خفیف سے لعاب کے ہمراہ پھونکنے کو کہتے ہیں۔ چنانچہ نفث میں نفخ۔ نفث۔ تفل۔ بزق درجہ بدرجہ زیادتی لعاب پر دال لکھے ہیں۔

(۳۵) بعضوں نے کچھ اس کی اور بھی تاویل کی ہے لیکن ظاہر یہی ہے کہ نیک خواہیں نبوت کا ایک چھیالیسواں حصہ ہیں۔ بخاری کی مرفوع روایت میں ہے کہ اب نبوت میں سے صرف مبشرات رہ گئے لوگوں نے کہا مبشرات کیا ؟ فرمایا نیک خوابیں ایک اور روایت میں ہے کہ ما کان من النبوۃ فلا یکذب (جو نبوت سے ہو وہ جھوٹ نہیں ہوتا) اس پر امام المعبرین ابن سیرین فرماتے ہیں کہ خواب وہمی شیطانی اور بشارت رحمانی تین قسم کی ہوتی ہیں۔ پس مومن کی رحمانی خواب جو نبوت کا ایک حصہ ہو ضرور سچی ہوتی ہے۔ لیکن ایمان کی سچائی شرط ہے ٭

(۳۶) حضرت پانی سے استنجا کرلنے کے بعد ہاتھ زمین پر مل لیتے تھے اس سے کچھ اس معنے کی تائید نکلسکتی ہے اور تو معلوم نہیں ٭

(۳۷) نقد کے سال بھر شہرت دینے ہی کا حکم آیا ہے کم مالیت ہو۔ تو پہلے بھی صرف کرسکتے ہیں چنانچہ علیؓ نے ایک دینار پایا وہ رسول اللہ اور علیؓ وفاطمہؓ سب نے کھایا۔ بعد میں ایک عورت اسکی جویاں ہوئی حضرت نے فرمایا کہ علی! دینار دیدے ٭

(۳۸) مکان احاطہ مسجد کی اُجرت صرف مسجد ہوسکتی ہو کیا مانع ہی؟

(۳۹) غیر اللہ پیران پیر ہوں یا علیؓ یا بوعلیؒ یا بخاریؒ یا اور کوئی امام کسی کی منت ماننا یا کسی سے امداد چاہنا صاف مشرک بنا دیتا ہی کیونکہ نذر ایک عبادت ہے۔ اور عبادت واستعانت دونوں اللہ ہی سے مخصوص ہیں۔ چنانچہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کا یہی مفہوم ہے علامہ محمد معینؒ اپنے رسالہ "ما اہل لغیر اللہ" میں لکھتے ہیں کہ :-

"نذر برائی غیر خدا حرام است وعلیہ انعقد الاجماع بلکہ کفر است کما عدہ جمیع الفقہاء من افعال الکفر ودر نفی الحدیث لا نذر لغیر اللہ ودر رسالہ ما اہل کہ تصنیف قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی است مذکور است کہ سجدہ بر قبور انبیاء اولیاء وطواف نمودن ودعا ازانہا خواستن ونذر برائے ایشان کردن حرام است بلکہ چیزہا ازاں بکفر میرساند ونیز قضائی حاجت از غیر خدا خواستن ما ورا مالک نفع وضرر خود اعتقاد کردن شرک جلی است العیاذ باللہ"٭

اور بعض لوگ گو نیت یہی ظاہر کرتے ہیں کہ ہمیں تقرب محض اللہ ہی کا منظور ہے صرف اس نذر کا ثواب ہم ان بزرگوں کے نام لگاتے ہیں ایسا کرنا بظاہر شرک تو نہیں لیکن انکا اس مشرکانہ روش پر چلنا دال میں کچھ کالا کالا ضرور محسوس کراتا ہے۔ ورنہ ظاہر خاص تاریخوں کا تعہد اور فلاں بزرگ کے لئے فلاں چیز کا تعین (مثلاً پیر صاحب کی گیارھویں ہی ہو۔ بوعلی کی مرغی وغیرہ وغیرہ۔ یہ کیا ضرور ہے چونکہ اس صورت میں بھی وہی شرک کی ڈھانچہ برابر کھڑا رہتا ہے۔ اس لئے یہ بھی حسب حکم من تشبہ بقوم فھو منہم اشتباہ سے خالی نہیں۔ اس سے بھی مسلمانوں کو پرہیز لازم ہے اور بہر صورت یہ جملہ طرق مروجہ بدعات میں داخل ہیں خیر القرون وائمہ دین سے انکا کوئی ثبوت نہیں ہے افسوس ہے کہ ہماری کئی ایک سادہ لوح عالم بھائی بھی جہلاء کے دام تزویر میں آجاتے اور ان مشتبہات کی مباحات کا فتوی دیدیتے ہیں اور عوام کو اسی ٹیڑھی لکیر پر چلنے کی عام جرأت دلاتے ہیں حالانکہ اگر حق الامر کی تفتیش سے کام لیں تو کبھی ایسا نہ کریں علامہ لکھنویؒ اپنی تقریر متعلقہ ما اھل بہ لغیر اللہ میں فرماتے ہیں :- "چوں تقرب امریست پوشیدہ و گرفتاران این کار احیاناً میخواہند کہ قصد ایشاں ہویدا نشود۔ لاجرم تفتیش آثارات وعلامات باید کرد"۔ اور لکھتے ہیں کہ :-

"دانستن این امر حاضراں اینہا کار بار ازبادہ تر تیسر است۔ خاص لعلمانیست بلکہ حال علماء وحال عشیرین کہ معائنہ میکنند بہمان شکل میدانند شنیدہ کے بود مانند دیدہ ٭ وایں علامات وآثارات وچیزیکہ باں تقرب میجویند مختلف ومتبدل باعتبار زماں وبلدان میشود عاقل را باید کہ تامل وغور کردہ تفتیش نماید اگر محافظت ایمان منظور است تفتیش کردہ پرہیز نمایند"٭

نیز تفصیل ان علامات میں تمثیلاً لکھتے ہیں :-

"شیخ سدو ومیراں وزین خان کدام حق بریں ناداناں دارند کہ برائی ایشان جانہا تلف کردہ خوشدل میشوند وگاہے این قسم عمل برائی ہر روپیہ برداشت وخود نے نمائند باوجودیکہ سزاوارتر برسانیدن ثواب ایشانند نہ سدو ومیراں وزین خان

فتاوی

س نمبر ۱۸۵:- اگر کوئی اہل اسلام کسی کفار کا کروب بغیرہ کا عقد بطور رسم کر دیوے۔ تو اُس کا کیا حکم ہے؟

س نمبر ۱۸۶:- جو قرآن شریف فارسی اردو انگریزی میں لکھا جائے کلام الٰہی ہے یا نہیں اور پر احکام الٰہی مترتب ہوتے ہیں یا نہیں؟

س نمبر ۱۸۷:- کوا کب آسمان دنیا میں ہیں یا تمام آسمانوں میں تینوں سوالوں کے جواب بذریعہ اخبار سرفراز فرماویں۔

ج نمبر ۱۸۵:- بیشک کردیوے الاسلام یعلو ولا یعلی اسلامی رسوم کا دوسری قوموں میں جاری کرنا گناہ نہیں دوسری قوموں کی رسوم مخالفہ کا اسلام میں جاری کرنا گناہ ہے۔

ج نمبر ۱۸۶:- قرآن شریف کا فارسی انگریزی میں لکھنا دو طرح سے ہے ایک تو یہ کہ صرف نقوش فارسی اور انگریزی میں ہوں مگر الفاظ عربی ہی ہیں رہیں مثلاً الحمد کو فارسی میں اس طرح الحمد اور انگریزی رومن میں اس طرح (Alhamdo) لکھا ہے۔ اس صورت میں تو وہ قرآن ہی ہے کیونکہ نقوش کا اعتبار نہیں بلکہ الفاظ کا ہے نقوش اصلی عربی نیں بھی نہیں ہے کیونکہ زمانہ نزول قرآن کا رسم الخط اس زمانہ سے بالکل مغائر تھا۔ جواب بالکل متروک ہے۔ اور اگر فارسی انگریزی سے مراد ترجمہ ہے تو وہ قرآن شریف نہیں بلکہ ترجمہ ہے کیونکہ قرآن شریف کو قرآناً عربیاً حدیث شریف میں ہو احبو العرب لثلاث انا عربی والقرآن عربی ولسان اہل الجنۃ عربی۔ پس اُس ترجمہ کو قرآن مجید نہیں کہینگے بلکہ ترجمہ قرآن مجید کہینگے۔

س نمبر ۱۸۷:- جو بکری یا بکرا یا دنبہ حلال کیا جاوے۔ اور اس کی گھنڈی دھڑ کی طرف رہ جاوے تو وہ جائز ہے یا کہ ناجائز؟

س نمبر ۱۸۸:- قربانی دینا ہر ایک مسلمان کو سنت ہے یا حکم ہے یا کہ صرف دولتمند کو چاہیے اور نیز قربانی سنت ہے یا حکم ہے؟

ج نمبر ۱۸۷:- کوئی حرج نہیں۔ اگر رگ جان کٹ جاوے

ج نمبر ۱۸۸:- قربانی کے متعلق اختلاف ہے۔ سنت تو سب کے نزدیک ہے حنفیہ کے نزدیک مالداری شرط ہے مالی احکام شرعیہ پر غور کرنے سے بھی یہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کہ مالی احکام مالداروں ہی پر ہوتے ہیں والعلم عند اللہ

س نمبر ۱۸۹:- انگریزی نوٹ میں زکوۃ ہے یا نہیں معترض کہتے ہیں کہ سونا چاندی نہیں ہے لہذا زکوۃ نہیں ہے اور دوسرے کتنے روپیہ ہونے سے زکوۃ دینا ہوگا۔ اور کتنا روپیہ دینا ہوگا۔

ج نمبر ۱۸۹:- نوٹ حقیقت میں قرض کی رسید ہے گویا سرکار قرضدار ہے اور نوٹ اُس قرض کی رسید ہوتی ہے۔ مگر ایسی رسید کہ ہر ایک جگہ دکھا کر روپیہ وصول کر سکتا ہے۔ کسی طرح کی دیر نہیں اور یہ مسئلہ ہے کہ جو قرض کسی ایسے شخص پر ہو۔ جو اقراری ہو۔ خصوصاً ہر وقت دینے پر طیار ہو۔ اُس قرض پر بھی زکوۃ واجب ہے۔

س نمبر ۱۹۰:- ایام حج میں بی بی سودہ رضی اللہ عنہا کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے سے پہلے منیٰ سے مکہ معظمہ کیطرف بھیجدینا کس کتاب میں مذکور ہے

س نمبر ۱۹۱:- بی بی سودہ رضی کو منی سے مکہ بلا محرم اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ان کے بھائی عبد الرحمن محرم کے ساتھ تنعیم بھیجنے میں تعارض ہے یا نہ منی سے مکہ اگر مسافت سفر نہیں رکھتا ہو اور مکہ سے تنعیم مسافت سفر رکھتا ہے تو سودہ رضی کا بلا محرم اور عائشہ رضی کا محرم کے ساتھ جانے میں کوئی شبہ سائل کو نہیں اور اگر منی اور مکہ کے درمیان مسافت سفر ہے تو سودہ رضی کو بلا محرم آپ نے کیوں بھیجدیا؟ اگر منی و مکہ کے درمیان مسافت سفر ہو تو نیکی صورت میں ج نمبر ۲ میں یہ لکھنا کہ حدیث کے ہر سفر میں محرم کا ہونا شرط ہے کیونکر صحیح ہوگا؟

ج نمبر ۱۹۰:- صحیح بخاری باب من قدم ضعفۃ اہلہ میں ہے۔

ج نمبر ۱۹۱:- مسافت سفر میں اختلاف ہے جن علماء کے نزدیک تین چار کوس کی مسافت بھی سفر ہے اُن کے نزدیک تو دونوں مقام کہ معظمہ سے سفر ہیں اور جن کے نزدیک تیس پینتیس میل ہے اُن کے نزدیک نہیں مگر حضرت سودہ کو اس لئے اجازت دی تھی کہ اوس کے ساتھ چند ایک ہی گھرانے کے لوگ ساتھی بھی تھے۔ اور وہ خود بھی بہت بڑھیا تھیں ایسی صورت میں وہ اشد نہیں جو جوانی اور تنہائی کی صورت میں ہو۔ کیونکہ فتنہ کا احتمال بہت دور ہو ممکن ہے کہ سودہ کا کوئی محرم بھی ساتھ ہو۔ گو اوسکا ذکر نہیں ایسے ذوالوجوہ واقعات کی بناء پر قانون کلیہ میں خلل نہیں آتا۔

تصحیح ۱۲ دسمبر کے پرچہ میں فتوی نمبر ۲ میں غلطی ہوئی ہے۔ یوں ہونا چاہیے کہ ہر عورت پر خواہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ عدت واجب ہے حدیث شریف میں

انتخاب الاخبار

افسوس کہ آجکل ہر طرف سے طاعونی شدت کی خبریں آ رہی ہیں مولوی عبدالرحمن وینا نگری جوان صالح اور مولوی فیروزالدین صاحب سیالکوٹی جو کئی ایک کتب کے مصنف تھے۔ انتقال کر گئے۔ ملک چراغ الدین صاحب ضلع سیالکوٹ بھی طاعون سے فوت ہوئے۔ ناظرین سے ان کے جنازہ غائب کی درخواست ہے۔ اللہم اغفرلہم۔

مرزا صاحب قادیانی کا دعوی تھا کہ جہاں پر ایک شخص بھی خدا کا نیک بندہ ہوگا وہاں بھی طاعون کی بلا نہ پہنچیگی۔ مگر ناظرین یہ سنکر حیران ہونگے کہ گذشتہ سال کی تباہی کے علاوہ امسال بھی فروری اور مارچ میں قادیان جیسے چھوٹے سے مقام پر جہاں کی آبادی کل دو اڑھائی ہزار ہے ۳۵ آدمی ہلاک ہوئے۔

امرتسر کے ڈسٹرکٹ جج نے اپنے ہندو اردلی کو غصے میں کہیں گالی دی اس پر اُس نے نوکری چھوڑ دی اور شہر کے ہندوؤں اور وکیلوں نے بڑے ہندو کا جلسہ کیا جس میں مقدمہ کے لئے چندہ ہوا۔ چنانچہ صاحب بہادر پر نالش کی جاویگی۔ (نتیجہ کیا ہوگا؟ وہی جو جوہون کی کانفرنس کابلی کے مقابلہ پر ہوا تہا)

لاہور میں پنجابی اخبار کے ایڈیٹر کے آخری فیصلہ پر ہندو نوجوانوں نے بڑا شور کیا۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس اور کئی ایک اور یورپینوں پر حملے کئے۔ چند لڑکے ماخوذ ہیں۔

اخبار مسافر آگرہ کے مقدمہ کی پیشی ۲۰۔ اپریل کو تھی نتیجہ نامعلوم۔

شیخ محمد اسحق صاحب لاہوری کی بیوی اور لڑکا طاعون سے انتقال کر گئے تھے۔ جن احباب نے اُن کی تعزیت اور عیادت میں ہمدردی کے خطوط بھیجے تھے شیخ صاحب نے اُن کا شکریہ ادا کرنے کا خط لکھا تہا۔ جو ہنوز درج ہونے نہ پایا تہا کہ خود اُن کے انتقال کی خبر بھی آگئی۔ اس لئے ناظرین سے درخواست ہے کہ مرحوم کا جنازہ غائب پڑھیں۔ مرحوم پرانے نومسلم موحد تھے۔ کئی سال سے پنشن یاب تھے۔ اللہم اغفرلہ

طاعونی اموات کا حساب

۱۸۹۶ء میں	۱۶۰۴	۱۸۹۷ء میں	۵۶۰۵۵
۱۸۹۸ء میں	۱۰۱۸۵۳	۱۸۹۹ء	۱۳۴۷۸۹
۱۹۰۰ء	۹۳۱۵۰	۱۹۰۱ء	۲۷۳۶۷۹
۱۹۰۲ء	۵۷۷۴۲۷	۱۹۰۳ء	۸۵۱۰۲۶۳
۱۹۰۴ء	۱۰۲۲۲۹۹	۱۹۰۵ء	۹۵۰۸۶۳
۱۹۰۶ء صرف جنوری سے اپریل تک	۱۰۰۰۰۰		

پنجاب میں ہفتہ مختتمہ ۷۔ اپریل کو طاعون سے جو اموات واقع ہوئی تھیں۔ اُن کی تفصیل ضلع وار حسب ذیل ہے۔ حصار ۱۰۰۔ رہتک ۱۹۷۹۔ گوڑگاؤں ۱۳۷۔ دہلی ۷۷۵۔ کرنال ۷۳۳۔ انبالہ ۱۶۷۸۔ ہوشیارپور ۸۱۵۔ جالندھر ۲۴۴۸۔ لودہیانہ ۲۴۱۱۔ فیروزپور ۱۷۹۰۔ منٹگمری ۲۶۹۔ لاہور ۲۱۷۰۔ امرتسر ۱۱۳۲۔ گورداسپور ۲۲۷۵۔ سیالکوٹ ۳۷۸۱۔ گوجرانوالہ ۵۲۵۴۔ گجرات ۲۶۵۹۔ شاہپور ۱۱۸۴۔ جہلم ۵۴۷۔ راولپنڈی ۴۳۶۔ اٹک ۲۳۱۔ ملتان ۱۔ ریاست پٹیالہ ۱۲۳۶۔ کپورتھلہ ۷۶۴۔ مالیرکوٹلہ ۱۰۶۔ جیند ۲۰۰۔ کلسیہ ۱۱۹۔ فریدکوٹ ۱۱۷۔ نابھہ ۱۷۷۔ کل ۳۴۴۳۶۔ اس سے گذشتہ ہفتہ ۲۹۱۵۴ پچھلے سال کے اسی ہفتہ ۴۲۷۵۔ (کرشن قادیانی کا ضلع گورداسپور قابل غور ہے)

حضور والسرائے بہادر ڈیرہ دون کی طرف آجکل سیر و شکار میں مشغول ہیں۔

لاہور میں طاعون کی کثرت سے لوکل سکول بند ہو رہے ہیں۔ (خدا کی پناہ)

راجکوٹ میں ایک مسلمان چپراسی نے دیوانہ ہو کر ۹ آدمیوں کو تلوار سے قتل کر ڈالا۔ ٹیلیگراف ماسٹر نے بڑی پھرتی سے اس کو پکڑ کر حوالۂ پولیس کیا۔

ترکی گورنمنٹ نے اپنے کانسل جنرل بمبئی کی معرفت مولوی محمد انشاء اللہ ایڈیٹر اخبار وطن لاہور کے کئی تمغے چاندی کے ان لوگوں کو تقسیم کر دینے کیلئے بھیجے ہیں کہ جنہوں نے حجاز ریلوے کے فنڈ میں فیاضانہ طور سے چندہ دیا۔ ان تمغہ پانیوالوں میں دو یوروپین جنٹلمین اور ایک ہندو جنٹلمین ہے ان تینوں کو سلطان المعظم نے بالخصوص تمغہ "عزت نشان" عطا فرمایا۔

بمبئی کے چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ نے ان تمام پولیسمینوں کو بری کر دیا کہ جن پر عدول حکمی کا الزام لگا کر کمشنر پولیس نے مقدمہ فوجداری قائم کیا تہا۔ عدالت نے قرار دیا کہ پولیس مینوں نے جو کمیٹی کی وہ ڈیوٹی کے وقت نہیں تھی بلکہ فرصت کے وقت منعقد کی گئی تھی اس لئے تمام پولیس مین بے قصور ہیں ان پر فوجداری مقدمہ نہیں چل سکتا۔ سب پولیس مین بری کر دئے گئے۔

عکس پرچہ ۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء جو پیشگی ۱۲ اپریل کو شائع ہوا۔

یہ اخبار ہفتہ وار ہر جمعہ کے دن مطبع اہلحدیث امرتسر سے چھپکر شائع ہوتا ہے

R. L. No 352.

اہلحدیث

امرتسر (پنجاب)

نمبر ۲۴

شرح قیمت

گورنمنٹ عالیہ سے سالانہ للعہ
والیان ریاست سے " للعہ
رؤسا و جاگیرداروں سے " للعہ
عام خریداروں سے " عا۱۲
غیر ممالک سے " ۵ شلنگ
" " ششماہی ۳ شلنگ
انڈیا والوں سے " عہ

اُجرت اشتہارات

کا فیصلہ بذریعہ خط وکتابت ہو سکتا ہے
جملہ خط وکتابت و ارسال زر بنام
مالک اخبار اہلحدیث امرتسر ہو

اغراض و مقاصد

(۱) دین اسلام اور سنت نبی علیہ السلام کی حمایت و اشاعت کرنا۔
(۲) مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیث کی خصوصاً دینی و دنیوی خدمت کرنا
(۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کے تعلقات کی نگہداشت کرنا۔

قواعد و ضوابط

(۱) قیمت بہرحال پیشگی آنی چاہیئے
(۲) بیرنگ خطوط وغیرہ واپس ہونگے
(۳) نامہ نگاروں کے مضامین بشرط پسند مفت درج ہونگے۔

یوم جمعہ مورخہ ۵ ربیع الاوّل ۱۳۲۵ھ ہجری المقدس مطابق ۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء

کرشن قادیانی اور ہم

اِدہر آپیارے ہنر آزمائیں + تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

۱۷-مارچ کے قادیانی اخبار الحکم میں ایک مضمون نکلا تھا کہ ثناء اللہ امرتسری قسم کھائے کہ مرزا صاحب قادیانی کا کوئی الہام ثابت نہیں۔ اسکا جواب ۲۹-مارچ کے اہلحدیث میں دیا گیا تھا کہ ہم قسم کھانے کو طیار ہیں۔ امرتسر یا بٹالہ میں جس جگہ چاہو ہم سے قسم دلوالو۔ مگر پہلے یہ بتلاؤ کہ اس قسم کا نتیجہ کیا ہوگا؟ اسکا جواب کرشن جی نے اپنے اخباروں (بدر مورخہ ۴ اپریل اور الحکم مورخہ ۳۱-مارچ) میں جو دیا ہے۔ ہم اس مضمون کو تمام وکمال سارا نقل کرتے ہیں تاکہ ناظرین کو صحیح رائے قائم کرنیکا موقع مل سکے۔ مزید آسانی کے لئے ہم نے مضمون منقولہ کے فقروں پر نمبر لگا دئیے ہیں پس ناظرین ان نمبروں کو دیکھکر ہماری جوابات کو نمبروار پڑھتے جائیں اور لطف اٹھائیں قادیانی اڈیٹروں سے بھی توقع ہے کہ وہ ایمانداری سے کام لیکر ہماری طرح ہمارا تمام مضمون نقل کرینگے۔ بہرحال وہ مضمون یہ ہے۔

مباہلہ کیواسطے مولوی ثناء اللہ امرتسری کا چیلنج منظور کیا گیا

(حضرت مسیح موعود کے حکم سے لکھا گیا)

مولوی فاضل ابوالوفاء ثناء اللہ

صاحب اپنے اخبار اہلحدیث نمبر ۲۱ مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء میں حضرت اقدس مسیح موعود کی تازہ تصنیف "قادیاں کے آریہ اور ہم" کا ذکر کرتے ہوئے اور آریوں کی قسم کھانے کے متعلق اپنی پرانی عادت کے مطابق بے جا نکتہ چینی کرتے ہوئے اخیر میں یہ لکھتے ہیں۔

"ہاں البتہ ہم اپنے وطن کے ذمہ وار ہیں سو ہم تمہارے کرشن کی کذب بیانی پر قسم کھانے کو طیار ہیں آؤ جس جگہ چاہو ہم سے قسم دلوالو۔ مگر پہلے یہ شائع کرا دو کہ اس قسم کا نتیجہ کیا ہوگا۔ ہم حلفیہ کہدینگے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو ہم خدا کیطرف سے مامور نہیں جانتے بلکہ اعلیٰ درجہ کا جھوٹا مکار اور فریبی ہے اور اس کی کوئی پیشگوئی خدائی الہام سے نہیں ہے۔ مرزائیو! سچے ہو تو آؤ اور اپنے گرد

معذرت: میں سفر سے آیا تو ۱۲-اپریل کا اخبار مرتب تھا اور مرزا صاحب کو مباہلہ کا جواب جلد دینا تھا اسلئے وہ کاپی اسی ہفتہ تیار کیا گیا امید ہے اس بے تقدیم کو تقدیم زکوٰۃ پر قیاس فرمائینگے۔ ایڈیٹر

کو ساتھ لاؤ۔ وہی میدان عیدگاہ امرتسر طیار ہے جہاں تم ایک دفعہ پہلے بھی صوفی عبدالحق غزنوی سے مباہلہ کرکے آسمانی ذلت اٹھا چکے ہو امرتسر میں نہیں تو بٹالہ میں آؤ سب کے سامنے کارروائی ہوگی مگر اس کے نتیجہ کی تفصیل اور تشریح کرشن جی سے پہلے کرادو اور انہیں ہمارے سامنے لاؤ جس نے ہمیں رسالہ انجام آتھم میں مباہلہ کے لئے دعوت دی ہوئی ہے کیونکہ جب تک پیغمبر جی سے فیصلہ نہو سب امت کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔"

اس مضمون میں سے بیجا طعن و تشنیع چھوڑ کر جس کے جواب کی ضرورت نہیں۔ اصل مطلب کی بات صرف یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ حضرت مسیح موعود مرزا صاحب کی تکذیب پر ایسا یقین اور ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اس پر خدا تعالیٰ کی قسم کھانے کو طیار ہیں اور اس مباہلہ کے واسطے حضرت مرزا صاحب کو بلاتے ہیں اور حضرت مرزا صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اس مباہلہ کا نتیجہ کیا ہوگا اور اس مباہلہ کیواسطے امرتسر یا بٹالہ میں طرفین کا جمع ہونا تجویز کرتے ہیں۔

اس مضمون کے جواب میں مَیں مولوی ثناء اللہ صاحب کو بشارت دیتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب نے ان کے اس چیلنج کو منظور کر لیا ہے وہ بیشک قسم کھا کر بیان کریں کہ یہ شخص اپنے دعوے میں جھوٹا ہے اور بیشک یہ بات کہیں کہ اگر مَیں اس بات میں جھوٹا ہوں تو لعنت اللہ علی الکاذبین اور اس کے علاوہ ان کو اختیار ہے کہ اپنی جھوٹی ہونے کی صورت میں ہلاکت وغیرہ کے جو عذاب اپنے لئے چاہیں خدا سے مانگیں لیکن خدا کے رسول چونکہ رحیم و کریم ہوتے ہیں اور انکی ہر وقت یہی خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شخص ہلاکت اور مصیبت میں نہ پڑے اسواسطے باوجود اس قدر شوخیوں اور دل آزاریوں کے جو ثناء اللہ سے ہمیشہ ظہور میں آتی ہیں حضرت اقدس نے پھر بھی اس پر رحم کرکے فرمایا ہے کہ یہ مباہلہ چند روز کے بعد ہو جبکہ ہماری کتاب حقیقۃ الوحی چھپکر شایع ہو جائے اور امید ہے کہ بیس پچیس روز تک انشاء اللہ وہ کتاب شایع ہو جاویگی اس کتاب میں ہر قسم کے دلائل سلسلہ حقہ کے ثبوت میں خلاصۃً بیان کئے گئے ہیں اور دو سو سے سوا اس میں نشانات بھی لکھے گئے ہیں یہ کتاب مولوی ثناء اللہ کو بھیجدیجاویگی اور وہ اس کو اوّل سے آخر تک بغور پڑھ لے اس کتاب کے ساتھ ایک اشتہار بھی ہماری طرف سے شایع ہوگا جس میں ہم یہ ظاہر کر دینگے کہ ہمنے مولوی ثناء اللہ کے چیلنج مباہلہ کو منظور کر لیا ہے اور ہم اوّل قسم کھاتے ہیں کہ وہ تمام الہامات جو اس کتاب میں ہمنے درج کئے ہیں وہ خدا کی طرف سے ہیں اور اگر یہ ہمارا افترا ہے تو لعنت اللہ علی الکاذبین ایسا ہی مولوی ثناء اللہ بھی اس اشتہار اور کتاب کے پڑھنے کے بعد بذریعہ ایک چھپے ہوئے اشتہار کے قسم کے ساتھ یہ لکھدیں کہ مَیں نے اس کتاب کو اوّل سے آخر تک بغور پڑھ لیا ہے اس میں جو الہامات ہیں وہ خدا کی طرف سے نہیں اور مرزا غلام احمد کا اپنا افترا ہے اور اگر مَیں ایسا کہنے میں جھوٹا ہوں تو لعنت اللہ علی الکاذبین اور اسکے ساتھ اپنے واسطے اور جو کچھ عذاب وہ خدا سے مانگنا چاہیں مانگ لیں ان اشتہارات کے شایع ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ خود ہی فیصلہ کر دیگا اور صادق اور کاذب میں فرق کرکے دکھلا دیگا ہاں اتنی بات ہم اس پر اور بڑھا دیتے ہیں کہ ہم خدا سے دعا کریں گے کہ یہ عذاب جو جھوٹے پر پڑے وہ اس طرز کا ہو کہ اس میں کسی انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو۔ باقی رہا یہ امر کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا مولوی ثناء اللہ کو واقف قرآن ہوکر اس امر کے دریافت کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ مباہلہ کی بنیاد جس آیت قرآنی پر ہے اس میں تو صرف لعنت اللہ علی الکاذبین ہے اور اس جگہ خدا تعالیٰ نے لعنت کو قائم مقام ان تمام عذابوں اور وبالوں کا رکھا ہے جو ایک صادق کی تکذیب میں مکذبین کے لاحق حال ہوتے ہیں اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ کے متعلق بھی زمانہ بروقت امتحان ان میں سے کسی کو خود دیکھ لیگا۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ مباہلہ کی تاثیر کاذب کے لئے ایک ایسے رنگ میں ظاہر ہو کہ جس کو دیکھ کر ایک زمانہ بول اٹھے کہ یہ ایک صادق کی تکذیب کی سزا ہے معمولی تکلیفات یا مکروہات کا لاحق ہو جانا فی الواقع تاثیر مباہلہ نہیں ہو سکتا۔ مولوی ثناء اللہ جو چاہے اپنے لئے اپنی کذب کی سزا میں عذاب تجویز کرے لیکن خدا تعالیٰ کسی کا محکوم نہیں وہ اپنے مصالح آپ سمجھتا ہے۔ انسانی گورنمنٹ کسی مجرم کو سزا دینے میں مجرم کے منشاء کا لحاظ نہیں

کرتی تو وہ احکم الحاکمین خدا کیوں کسی مجرم کے من کے چاؤ پورے کرے فی الواقعہ یہ ایک قسم کی شوخی اور گستاخی ہے۔ کہ ہم قرآن کریم کی آیت مباہلہ کے مقابل تشریحات کے طالب ہوں البتہ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اگر مولوی ثناء اللہ نے کوئی حیلہ جوئی کر کے اس مباہلہ کو اپنے سر سے نہ ٹالا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ بالضرور مولوی مذکور کے متعلق کوئی ایسا ہی نشان ظاہر کریگا جو صدق و کذب کی پوری تمیز کر دیگا۔ آخر درخواست کنندگان عرب نے تو اپنے لئے یہ عذاب چاہا تھا کہ ان پر پتھر آسمان سے برسائے جاویں۔ خدا تعالیٰ نے ان پر عذاب تو نازل کر کے انہیں ہلاک کر دیا لیکن پتھر برسانے کی ضرورت نہ سمجھی دیکھو سورہ انفال رکوع ۴ وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِن كَانَ هَٰذَا هُوَ الْحَقَّ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ۔ اور درحال مولوی ثناء اللہ جس صفت میں ہمارے کذب پر علی وجہ البصیرت ایمان رکھتا ہے تو اُسے تو مناسب ہے کہ جو شرط ہم کریں وہ قبول کرے اور ہم کو کسی گریز یا جرح خود کا موقع نہ دے اور وہ منظور کر کے ہم کو اطلاع دے کہ ہم بروقت ہماری کتاب حقیقۃ الوحی کا ایک نسخہ اسکو بغرض مباہلہ بھیجدیں اور ساتھ ہی لکھدے کہ کتاب کے پہونچنے پر وہ اس کو اوّل سے آخر تک بغور پڑھیگا اور پھر وہ اشتہار مباہلہ یا اعلان کر دیگا کہ میں قسم کھاتا ہوں کہ میں نے کتاب حقیقۃ الوحی کو شروع سے آخر تک پڑھ لیا اور میں اس کتاب کو پڑھنے کے بعد بھی مرزا غلام احمد کو مفتری اور فریبی سمجھتا ہوں اور اس کے تمام الہامات اور پیشگوئیوں کو افترا سمجھتا ہوں اور اگر میں ایسا کہنے میں جھوٹا ہوں۔ تو لعنت اللہ علی الکاذبین کی لعنت کے ماتحت اللہ تعالیٰ مجھے لاوے۔ امید ہے اب مولوی ثناء اللہ کو اس خود تجویز کردہ مباہلہ سے گریز کرنے کی راہیں تلاش کرنے کی ضرورت نہ محسوس ہوگی۔ امرتسر یا بٹالہ میں جمع کرنے کی جو تجویز انہوں نے برائے حصول شہرت پیش کی ہے اس سے بڑھ کر بہتر طرح ان کی شہرت ہو جاویگی کیونکہ اشتہار کے اندر جو مباہلہ ہوگا وہ تمام دنیا میں شائع ہو جائیگا اور ہمارے انگریزی رسالہ ریویو کے ذریعہ سے یورپ امریکہ اور جاپان تک بھی مولوی ثناء اللہ صاحب کا نام پہونچ جاویگا۔ اس زمانہ میں بسبب مطبع اور ڈاک کے ایسے امور میں تشہیر کے لئے میدانوں میں جمع ہونے کی ضرورت بھی نہیں رہی اور اس مباہلہ کی تازہ مثال اسوقت قائم بھی ہو چکی ہے اور وہ یہ ہے کہ ڈوئی کے ساتھ (جو امریکہ کے ملک میں تھا اور مدعی نبوت تھا) حضرت اقدس کا مباہلہ ہوا تھا جس کے بعد اوّل تو وہ ولدالزنا ثابت ہوا جس کا اقرار اس نے خود بھی کیا اور پھر اس کے مریدوں نے اسکو تمام جائیداد سے بے دخل کر دیا اور بالآخر فالج میں مبتلا ہو کر خستہ و خراب حالت میں مرگیا۔ وہ امریکہ میں تھا اور حضرت اقدس قادیان میں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ سب زمین خدا کی ہے اور سب لوگ اُس کے دست تصرف کے نیچے ہیں خواہ کوئی امریکہ میں ہو یا ایشیا میں امرتسر میں ہو یا قادیان میں۔

امید ہے کہ اب اس کے بعد مولوی ثناء اللہ کوئی نیا عذر نہ گھڑیں گے اور حقیقۃ الوحی کے ملنے اور اس کے تمام و کمال پڑھنے کے بعد فوراً مباہلہ کا اشتہار شائع کر دیں گے۔ (یہ چیلنج دیتے ہو یا میرا چیلنج منظور کرتے ہو؟) مولوی صاحب کو یہ بھی یاد رہے کہ ہم کو قرآن کریم نے فتنہ سے بچنے کی تاکید کی ہے۔ امرتسر یا بٹالہ میں مباہلہ کے لئے جمع ہونا ایک قسم کے فتنہ کو برپا کرنا ہے۔ کیا ۱۹۰۵ء میں حضرت اقدس کا ایام رمضان میں امرتسر آنا مولوی ثناء اللہ کو یاد نہیں رہا اور جو درندگی اسوقت مولوی ثناء اللہ کے اہل وطن* سے ظاہر ہوئی تھی اس کو بھول گئے ہیں کیا مولوی ثناء اللہ حفظ امن کا امرتسر یا بٹالہ میں ذمہ دار ہو سکتا ہے۔ مولوی مذکور کی جو ذاتی وجاہت ہے اس سے تو ہم خوب واقف ہیں لیکن ایسے مباہلہ میں تو انکی وجاہت بھی خاک کسی ایسی ہو جہلا کا مقابلہ نہ کر سکیگی۔ مولوی ثناء اللہ خوب جانتا ہے۔ کہ حضرت اقدس کا سفر میں روزہ کو چھوڑنا اصل میں تعلیم قرآن کی ترویج تھی لیکن مولوی ثناء اللہ کو یاد ہوگا کہ مولوی مذکور نے اس پتھر برسانے کے فعل کو عمداً ظاہر کر کے اپنی فطرت کا اظہار دیا۔ کیا اُس شہر میں اب مباہلہ تجویز ہونا مناسب ہے مولوی صاحب اگر آپ نے امرتسر یا بٹالہ کو تجویز کرنے میں گریز کی بنیاد پہلے ہی نہیں رکھی تو

---

* دہلی میں مرزا صاحب کی چاہتی بیوی کے ہم وطنوں سے کیا ظاہر ہوا تھا؟ کاٹنے تو ہر جگہ کاٹنے ہی کا پھل دیتے۔ (اہلحدیث)

کیا حرج ہے کہ تحریر کے ذریعہ مباہلہ ہو جائے۔ لیکن اگر آپ اس[27] پر ہی راضی ہیں کہ بالمقابل کھڑے ہو کر زبانی مباہلہ ہو تو پھر آپ قادیان آسکتے ہیں اور اپنے ہمراہ دس تک آدمی لا سکتے ہیں اور ہم آپ کا زادِ راہ آپ کے یہاں آنے اور مباہلہ کرنے کے بعد پچاس روپیہ* تک دے سکتے ہیں لیکن یہ امر ہر حالت میں ضروری ہوگا کہ مباہلہ ہونے سے پہلے فریقین میں شرائط تحریر ہو جاویں گے اور الفاظ مباہلہ[27] تحریر ہو کر اس تحریر پر فریقین اور ان کے ساتھ گواہوں کے دستخط ہو جاویں گے اور قادیان آنے کی صورت میں ہم شرط حقیقۃ الوحی کو بھی ضروری نہیں سمجھتے۔ لیکن یہ[28] ضروری ہے کہ مباہلہ کرنے سے پہلی ہمارا حق ہوگا کہ ہم دو گھنٹہ تک اپنے دعاوی اور ثبوت کی تبلیغ کریں اور مولوی ثناء اللہ خاموشی سے سنتا رہے اور بیچ میں نہ بولے اور بعد میں وہ قسماً ظاہر کرے کہ میں اس تبلیغ کے سننے کے بعد مرزا غلام احمد کے دعاوی کو صحیح نہیں سمجھتا۔ اگر آخر اللہ کر مباہلہ کو مولوی ثناء اللہ پسند کرے تو جب چاہے وہ آسکتا ہے البتہ آنے سے پہلے ایک ہفتہ ہم کو اطلاع دے اور اس کے قادیان آنے کی صورت میں اس کی جان اور آبرو کے ہم ذمہ وار ہیں کیونکہ ہماری جماعت[30] مثل بھیڑوں کے ہے اور ہمارے تابع ہے اور ان لوگوں کی طرح درندہ طبع نہیں جنکا نمونہ امرتسر میں دیکھا گیا تھا" (بدر ۔ ۴ ۔ اپریل)

جواب نمبر اوّل ۔ دوم ۔ سوم اور چہارم میں آپنے بالکل سفید جھوٹ سے کام لیا ہے ۔ کیونکہ میں نے آپکو مباہلہ کے لئے نہیں بلایا بلکہ آپنے یا آپ کے حکم سے (بقول آپکے دیکھو ص[29]) آپ کے تابعدار مرید اڈیٹر الحکم نے مجھکو قسم کھانے کے لئے کہا جسکو میں نے منظور کیا ہے ۔ افسوس ہے میں نے تو قسم کھانے پر آمادگی کی ہے مگر آپ اسکو مباہلہ کہتے ہیں حالانکہ مباہلہ اسکو کہتے ہیں جو فریقین مقابلہ پر قسمیں کھائیں ۔ حلف اور قسم تو ہمیشہ ہر روز عدالتوں میں ہوتی ہے لیکن مباہلہ اس کو کوئی نہیں کہتا ۔ پس ہوش سے سنئے اور مخلوق کو دھوکہ نہ دیجئے میں نے جو کہا ہے وہی کہئے ۔ اپنے معمولی کذب سے کام نہ لیجئے یہ نہیں کہ میں آپ سے مباہلہ کرنے سے ڈرتا ہوں معاذ اللہ جب میں آپکو محض خدا کیواسطے ایک مفسد اور دجال جانتا ہوں نہ اب بلکہ سالہا سال سے تو میں آپ کے مباہلہ سے کیونکر ڈر سکتا ہوں ۔ یہ تو نہیں بلکہ آپ کو راست گوئی کا سبق دیتا ہوں ۔ کہ آپ عموماً ہر معاملہ میں اور خصوصاً میرے مقابلہ پر کذب بیانی نہ کیا کریں کیونکہ میں آپ کے کائید سمجھنے میں بفضلہ تعالیٰ مجتہد کا درجہ رکھتا ہوں ؎

بہر رنگیکہ خواہی جامہ می پوش ✦ من انداز قدت را می شناسم

پس میں نے جو کہا وہی میری طرف نسبت کیجئے ۔ دروغ گوئی سے کام نہ لیجئے میں نے حلف اٹھانا کہا ہے مباہلہ نہیں کہا نہ میں نے آپ کو دعوت دی ہے بلکہ آپ کی دعوت کو منظور کیا ہے ۔ نہ میں نے لعنت اللہ علی الکاذبین کہنا لکھا تھا ۔ قسم اور ہے مباہلہ اور ہے ۔ قسم کو مباہلہ کہنا آپ جیسے راست گووں ہی کا کام ہے اور کسی کا نہیں ۔

نمبر ۵ میں بھی آپنے معمولی کذب سے کام لیا ہے بھلا اگر آپ ایسے ہی رحم دل تھے تو پادری عبد اللہ آتھم کی بابت کیوں کہا تھا کہ پندرہ ماہ کے اندر اندر مر جائیگا؟ کیوں آپنے مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری اور اس کے بے گناہ داماد کی موت کی پیشگوئی شائع کی تھی؟ ہاں ہم تمہاری اس مہربانی کا گر بھی جانتے ہیں کہ گورنمنٹ سے چونکہ تحریری اقرار ہے کہ میں (مرزا) کسی کے حق میں موت یا عذاب کی پیشگوئی نہ کرونگا ۔ اسلئے اب رحمت اور مہربانی کی سوجھی ہے سچ ہے ؎ عصمت بی بی ست از بے چادری

نمبر ۶ کے مطابق بھی ہم طیار ہیں مگر نمبر ۷ میں جو آپ دلائل سنانے کا وعدہ دیتے ہیں ۔ کیا اس قسم کے وعدے آپ نے پہلے نہیں کئے تھے کیا آپ کو یاد نہیں کہ شروع شروع میں آپ نے اپنی کتاب **ازالہ اوہام** کے انتظار کرنے کے لئے کیسے کیسے اشتہارات شائع کئے تھے مگر جب وہ نکل آیا تو کیا نکلا ۔ وہی بقول شخصے ؎ جو چیرا تو اک قطرہ خون نکلا ۔

نمبر ۸ میں بھی آپنے اپنے دجال ہونے کا ثبوت دیا ۔ خواہ مخواہ اپنی قسم کا ذکر کر دیا ۔ ای جناب ہمنے آپ کو کب قسم کھانے کے لئے کہا ۔ ہم تو آپ کو قسم کھلاتے ہیں نہ آپکی قسم کا اعتبار کرتے ہیں ۔ خواہ آپ تتے توے پر ... رکھدیں ہمیں تو قرآن میں آپکی قسم پر اعتبار کرنے سے منع کیا گیا ہے ۔ پھر ہم آپ کو کیوں قسم دیں اور کیوں اعتبار کریں ۔ ہاں آپنے ہمکو قسم کھانے کے لئے کہا اسلئے ہم تمہارے کہنے سے قسم کھانے کو طیار ہیں ۔

نمبر ۹ بھی فضول ہے ہم تو اسی وعدے پر قائم ہیں جو ہم نے ۲۹ مارچ کو

* میرے پہلے قادیان پہونچنے پر جو آپنے حسب وعدہ ایک لاکھ کو پندرہ ہزار روپیہ کر دیا تھا وہی کافی ہے ان پچاس کی بھلا کیا حقیقت ہے ۔ ثنا (اہلحدیث)

یہ عکس اخبار اہلحدیث ۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء کے آخری صفحہ کا ہے۔ اس پرچے کے پہلے صفحہ کا حاشیہ یہ ظاہر کر رہا ہے کہ یہ پرچہ ایک ہفتہ پیشگی شائع کیا گیا اور ڈاک خانہ مجیٹھ منڈی کی مُہر سے ظاہر ہے کہ یہ پرچہ ۱۲ اپریل ۱۹۰۷ء کو پوسٹ کر دیا گیا تھا۔ اندر کے صفحہ کے کونے کو موڑ دیا گیا ہے۔

(قاضی محمد نذیر مؤلف)

۱۹ ر اپریل ۱۹۰۷ء کے پرچہ کے صفحہ ۷ کالم ۱ سطر ۲۱ تا ۲۸ کا عکس۔

بیشک الفاظ مباہلہ مقرر ہو چکے ہیں جنپر ہم نے تمہارے ہی منقولہ مضمون میں
خط دیدیا ہے جسکو تم نے بھی منظور کر لیا ہے۔ (نمبر ۲۸) بیشک اپنی سچائی
کے دلائل سنائیے لیکن یہ تو بتلائیے کہ وہ دلائل ایسے ہی ہونگے جو آجتک
اپنے تمام ملک شائع کئے ہیں جنکا خلاصہ صرف یہ ہے ؎

قلم تیرا ہوا جب آشنا گوہر فشانی سے ✦ عبارت کو سیکڑوں شیریں ہوئی بارہ معانی سے

یا کوئی ایسے دلائل ہیں جو ابھی تک خاص میرے ہی لئے ریزرو (محفوظ) کر
رکھے ہیں اگر کوئی خاص دلائل ہیں تو میں بخوشی سنونگا اور اعتراض بھی
کرونگا کیونکہ ازالہ اوہام میں آپنے مباہلہ سے پہلے مباحثہ ہونا ضروری کہا